نفاذِ شریعت
کی
دُنیوی و مادی برکات

مولانا مبشر احمد صاحب جامعہ مدنیہ لاہور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ امابعد:

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں دین و دنیا دونوں کی برکتیں لے کر تشریف لائے۔ آپ نے صرف آسمانی بادشاہی کی بشارت نہیں سنائی، بلکہ سماوی سلطنت کے ساتھ ساتھ دنیاوی سلطنت کی بھی بشارت دی؛ تاکہ دنیا میں خدا کی بندگی اور رضا جوئی بے خوف و خطر کی جاسکے۔

نفاذ شریعت کا مفہوم

نفاذ شریعت یا اسلامی حکومت سے مراد اللہ تعالیٰ کی بادشاہی و شہنشاہی کا پورے اخلاص و عقیدت یک رنگی و یکسوئی اور حسن سیرت و کردار سے ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کرنا اور اس کے مطابق اللہ ہی کے قانون عدل و انصاف کو اللہ کی زمین میں اللہ کے بندوں پر پوری رواداری اور یقین و اطمینان کے ساتھ نافذ و جاری کرنا ہے۔

نفاذ شریعت کی برکات کا سیلاب عظیم

قرآن پاک سے مسلمانوں کی مخلصانہ اور والہانہ محبت اور شریعت حقہ سے بے پناہ عقیدت اور جذبہ وفاداری، اور اسلام کی سربلندی کے لیے مسلسل تگ و دو اور اس کے نفاذ و اجراء کے لیے سرفروشانہ کاوشوں اور جدوجہد کے سبب جو مشرق و مغرب میں برکات کے سیلاب عظیم کے موجب بنے؛ کوئی بڑی طاقت بھی ان کے سامنے رکاوٹ نہ بن سکی؛ جو بھی سامنے آیا روند ڈالا گیا اور اس طرح وہ سیلابِ رحمت کئی مرتبہ مدّ کے بعد جزر کی صورت میں تبدیل ہوگیا؛ جب کبھی بھی مسلمانوں نے اتحاد و اخوت اور مجاہدانہ تنظیم اور اخلاص و للہیت کے ساتھ میدانِ عمل میں سربلندی شریعت

کے لیے سرفروشی کے پیہم عملی کارنامے دکھلائے تو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت نے ان کی دستگیری فرمائی اور حق کو عروج و سرفرازی نصیب ہوئی اور مسلمان دینوی و مادی برکات سے مالامال ہوگئے۔ آج بھی مسلمان اگر عقیدۃً و عملاً یہ تہیّہ کرلیں کہ نہ صرف اپنے ملک میں بلکہ ساری دنیا میں صرف اور صرف شریعت اسلامیہ کا علم سربلند ہوگا۔ اور ادیان باطلہ کے سب جھنڈے سرنگوں کر دیے جائیں گے اور اس مقصد کے لیے حسن عمل اور حسن تدبیر اور حسن تنظیم کے جملہ ممکنہ ذرائع کو بروئے کار لائیں تو نصرت و تائید الٰہی آج بھی ان کا استقبال کرنے کے لیے مستعد و تیار ہے۔ اور پھر سے یہ خیر و برکت و حسن سیرت و کردار کی دنیا بن سکتی ہے۔

تاریخ کی شہادت

تاریخ عالم اس بات کی سچی شہادت پوری صراحت کے ساتھ بار بار دے رہی ہے کہ مسلمان جب شریعت اسلامیہ پر عامل تھے تو ان کی فتوحات نہ صرف اخلاقی علمی و روحانی فتوحات تھیں بلکہ مادی اور افرادی اور سیاسی فتوحات کا سیلاب مشرق و مغرب پر محیط تھا۔ اور وہ سیلاب رحمت و برکت دنیا کو سرسبزی و شادابی کا پیغام سناتا گیا۔ مشہور ادیب اور مؤرخ علامہ شکیب ارسلان نے حاضر العالم الاسلامی میں الفتح العربی کا عنوان ان الفاظ سے لکھا ہے

حادث الفتح الاسلامی بهذه الشرعة التی اتسق بها لم یسبق له مثیل فی التاریخ حتی قال الکثیرون ان العرب فتحوا فی ثمانین سنة اکثر مما فتح الرومان فی ثمان مائة سنة وکان نابلیون یقول ان العرب فتحوا نصف الدنیا فی نصف قرن[1]

ترجمہ: اسلامی فتوحات اور مادی برکات جس تیزی سے حاصل ہوئیں وہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ جس کی نظیر ساری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ حتیٰ کہ بہت سے مؤرخین نے کہا کہ عربوں نے اسّی برس میں اس سے زیادہ فتوحات حاصل کرلیں جو رومی آٹھ سو برس میں نہ حاصل کر سکے اور نپولین کہا کرتا تھا عربوں نے صرف

---

[1] حاضر العالم الاسلامی ج ۱ ص ۲۴

نصف صدی میں آدھی دنیا حاصل کرلی۔

دوسری شہادت

نپولین کی طرح ہرقل قیصر روم بھی اسلام اور شریعت حسن وجمال اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت وکردار کی دلکشی سے اس حد تک متاثر تھا کہ اسلام میں خود داخل ہوکر اپنی قوم کو بھی اس میں شامل کرنا چاہتا تھا لیکن قوم نے تعصب وجہالت کی وجہ سے اس کا ساتھ نہ دیا قوم کے خوف اور اقتدار کے چھن جانے کے خطرے سے وہ خود بھی مشرف باسلام ہونے کی سعادت سے محروم رہا۔ ہائے اس کی بدنصیبی اور محرومی اس کی قلبی کیفیت کا اندازہ ذیل کی عبارت سے ہوتا ہے وہ کہتا ہے:

لو اعلم انی اخلص الیہ لاجبت لقائہ ولوکنت عندہ لغسلت عن قدمیہ۔[1]

ترجمہ: اگر میں جانتا کہ میں آپ کی خدمت میں پہنچ سکوں گا تو میں آپ کی ملاقات کو بہت پسند کرتا اور اگر میں آپ کے پاس ہوتا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں دھوتا۔

تیسری شہادت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت قیاصرہ اور جبابرہ امراء وسلاطین اور ان کے نائبوں کو دعوت اسلام کے خطوط لکھے کیونکہ اسلام ایک عالمگیر قانون ونظام ہے اور جملہ اقوام وامم عالم کا واحد ذریعہ فلاح ونجات ہے مشرقی ہوں یا مغربی۔ ایشیائی ہوں یا یورپی، امریکی ہوں خواہ افریقی۔ جاپانی ہوں یا چینی، فرانسیسی ہوں یا انگلستانی، جرمنی ہوں یا روسی۔ یونانی ہوں یا ایرانی، افغانی ہوں یا ہندوستانی۔ بنگلہ دیشی ہوں یا پاکستانی سب کے لیے دین حق۔ صحیح دستور حیات اور طریق فلاح ونجاح اور دارین میں باعث سعادت وبرکت ہے آپ کی بعثت عربی عجمی۔ گورے کالے۔ صغیر وکبیر۔ مرد وزن آزاد وغلام۔ جن وانس۔ شاہ وگدا۔ امیر وفقیر۔ سب کی طرف ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کسی ایک یا چند شعبہائے حیات پر منحصر اور بند نہیں کہ دین میں راہنمائی

---

[1] مشکوٰۃ ص ۵۲۶۔

کرے اور دنیا میں نہ کرے عبادات میں راہنما ہو اور معاملات میں نہ ہو بلکہ بلاتفریق دین و دنیا جملہ مسائل زندگی کا مکمل اور عادل راہنما ہے اور اسکی راہنمائی عبادات معاملات سیاسیات معاشیات اقتصادیات تمدن و معاشرت کے سب شعبوں کو محیط ہے اسی بنا پر شاہ حبشہ (نجاشی) نے اسلام قبول کیا اور اسلام کی دنیوی و اخروی برکات سے مالامال ہوا۔

شاہِ حبشہ کو نفاذ شریعت سے کیا برکات حاصل ہوئیں

نجاشی شاہ حبشہ کو اسلام کی بدولت دین و دنیا کے جو بے شمار فوائد حاصل ہوئے ان میں ایک بات کو خصوصی اہمیت حاصل ہے کہ شاہ حبشہ قیصر روم کا باج گزار تھا اسلام کی بدولت وہ اس کی غلامی سے بھی آزاد ہو گیا۔ اور اس نے باج گزاری سے انکار کر دیا کیونکہ وہ اب صرف اللہ کا غلام تھا اس کے متعلق مندرجہ ذیل تصریح ملاحظہ ہو۔

فَلَمَّا اَسْلَمَ وَصَدَّقَ بِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم قال لَا وَاللّٰهِ لَوْ سَأَلَنِيْ دِرْهَمًا مَا اَعْطَيْتُهٗ [1]

ترجمہ: جب نجاشی اسلام لایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی تو وہ کہنے لگا "نہیں اب میں رومیوں کے ماتحت رہ کر ان کو ایک درہم بھی خراج نہ دوں گا۔"

دوسرا فائدہ نجاشی کے ساتھ اس کے درباریوں اور رعیت۔ فوج اور دوسرے ملازمین کی بھی کثیر تعداد مسلمان ہو گئی تھی۔ اور ملک میں اس نے شریعت اسلام کو نافذ کر دیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام و قوانین کے مطابق چلنے لگے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدستور اس کو ملک کا والی اور حاکم برقرار رکھا۔ بیت المال کا نظام قائم کیا گیا زکوٰۃ وصدقات اغنیاء سے لے کر فقراء و مساکین میں تقسیم ہوئے ملک بھر میں امن و خوشحالی کا دور دورہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جس ملک کا فرمانروا مسلمان ہو جاتا اور ملک میں شریعت اسلامیہ کو نافذ کر دیتا اسلامی احکام کے ساتھ ساتھ

---

[1] زاد المعاد ج ۳ ص ۸۲

عدل وانصاف سے حکومت چلاتا تو آپ اسے اپنے ملک پر بدستور والی بنائے رکھتے اور بعض اوقات ان کی مالی امداد بھی کرتے[۱]

نفاذ شریعت کی اہمیت وضرورت

قبل ازیں کہ میں نفاذ شریعت کی دنیوی برکات پر روشنی ڈالوں چند سطور اس کی ضرورت اور اہمیت پر لکھنا مناسب سمجھتا ہوں۔ فطرت کا تقاضہ ہے کہ انسان کسی نہ کسی ڈسپلن اور نظام کے مطابق ہی کامرانی وکامیابی کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے ہمیشہ یہ اصول رہا ہے جس چیز کا جو موجد اور خالق ہوتا ہے اس کی بقا وارتقاء کے اصول اور ضوابط بھی وہی بناتا اور بتاتا ہے چونکہ انسانیت کا موجد اور خالق اللہ تعالیٰ ہے اس لیے اس کے بقا وارتقاء کا نظام وقوانین بھی اسی نے بنائے ہیں۔ اگر انسان اپنے خالق وموجد کے بنائے ہوئے قوانین وضوابط سے ہٹ کر زندگی کی گاڑی کو چلائے گا تو ایک قدم بھی نہیں چل سکے گا۔ قرآن مجید میں اسی حقیقت کو بار بار واضح کیا گیا ہے:

قال اللہ تعالیٰ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ[۲]

ترجمہ: حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہی چلے گا

یعنی حاکم حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے اسی کا قانون ونظام ہی اصل ہے۔

ان الدین عند اللہ الاسلام[۳]

ترجمہ: خدا کے نزدیک دین (نظام) اسلام ہی ہے۔

احکام الٰہی کی دو قسمیں

اسلام جس کو دوسرے لفظوں میں نظام شریعت کہا جاتا ہے اسکی دو قسمیں ہیں: ۱۔ تشریعی نظام۔ ۲۔ تکوینی نظام تشریعی نظام وہ ہوتا ہے جو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے انسانوں تک پہنچایا جاتا ہے اور وہ انسانوں کے اختیار میں ہوتا ہے کیونکہ وہ انسانوں کا نظام حیات ہوتا ہے، اور تکوینی نظام مافوق القدرت

---

[۱] زاد المعاد ج ۳ ص ۸۲۔

[۲] سورہ یوسف ۴۰۔

[۳] سورہ بقرہ ۳۔

ہوتا ہے اسمیں انسان مجبور محض ہوتا ہے۔ بہر حال ہم دونوں صورتوں میں محکوم ہیں اپنی طرف سے کوئی نظام و قانون نہیں بنا سکتے۔ اگر بنائیں گے بھی سہی تو ہماری زندگی کے ہر شعبے اور ہر طبقے کے لیے کافی نہ ہوگا۔ بالاخر زندگی کی گاڑی راستے ہی میں حادثے کا شکار ہو جائے گی۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم احکام الٰہی کو نافذ کریں۔ اسی میں ہماری بقا اور کامرانی ہے۔ اسی کے نافذ کرنے سے ہی ہم اس کی برکات سے مستفید ہوسکیں گے اب میں آپ کو ان برکات کی تفصیل قرآن و حدیث سے بتاتا ہوں۔ جن کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔

ربانی فرمودات اور نفاذ شریعت کی برکات

(۱) سماوی و ارضی برکات : ارشاد ربانی ہے :

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ [۱]

ترجمہ : اگر ان بستیوں کے لوگ ایمان لے آتے اور پرہیزگار ہوتے تو ہم ان پر آسمان و زمین کی برکات کے دروازے کھول دیتے۔

امام فخر الدین رازی کی تشریح

اس آیت کی تشریح و تفسیر میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے :

اٰمنوا ای باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر: واتقوا : ای ما نھی اللہ عنہ وحرمہ (لفتحنا علیھم برکات من السماء) ای برکات السماء بالمطر وبرکات الارض بالنبات والثمار وکثرۃ المواشی والانعام وحصول الامن والسلامۃ وذالک لان السماء تجری مجری الاب والارض تجری مجری الام ومنھا یحصل جمیع المنافع والخیرات

---

[۱] اعراف : ۱۲

بخلق اللّٰہ وتدبیرہ [1]

ترجمہ: ایمان لانے کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور جمیع کتب سماویہ اور تمام رسولوں اور قیامت پر یقین رکھنا اور اِتَّقَوْا سے مراد ہے کہ تمام منہیاتِ الٰہیہ اور حرام شدہ افعال و اشیاء سے رکنا اور پرہیز کرنا اور برکات السماء سے مراد ہے بارانِ رحمت اور برکات الارض سے مراد ہے ضروریاتِ زندگی یعنی کھیتیوں اور پھلوں اور جانوروں کی کثرت اور امن و سلامتی کا حاصل ہونا۔ کیونکہ آسمان باپ کے قائم مقام ہے اور زمین ماں کے قائم مقام ہے اور تمام منافع و خیرات انہیں دونوں سے حاصل ہوتے ہیں۔

نفاذِ شریعت کا مطلب بھی یہی ہے کہ بندہ احکامِ الٰہی کو تسلیم کرنے کے بعد ان پر عمل کرے اوامرِ الٰہی کا امتثال اور نواہی سے اجتناب کرے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ دنیا میں ضروریاتِ زندگی کی فراوانی کر دوں گا اور تمہاری زندگی امن و سکون و سلامتی و عافیت سے بسر ہوگی۔

۲۔ رزق کی فراوانی

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ [2]

ترجمہ: اور اگر وہ توراۃ و انجیل اور جو دیگر کتابیں پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئیں ان کو قائم رکھتے تو ان پر رزق مینہ کی طرح برستا اپنے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے۔

امام فخر الدین رازی کی تفسیر

بَیَّنَ فی ھذہ الآیۃ ایضًا انھم لو اٰمنوا و اقاموا احکامھا وحدودھا

---

[1] تفسیر کبیر ج ۱۴ ص ۱۸۵ جلالین ج ۱ ص ۱۳۷ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۴۳ مطبوعہ بیروت

[2] سورۂ مائدہ آیت ۶۶

لفازوا بالسعادات الدنيا ووجد واطيبا تها وخيرا تها
(قوله لاكلوا الخ) ان المراد منه المبالغة فی السعة والخصب واكلو
اكلاً متصلاً كثيراً الاكل من فوقهم كثرة الاشجار المثمرة ومن
تحت الارجل الزروع المخلة [1]

ترجمہ: اس آیت میں بیان کیا کہ اگر وہ لوگ اس کے احکام کو دل وجان سے قبول کریں اور اس کی حدود واحکام کو نافذ کریں تو دنیاوی سعادتوں سے مالامال ہوں عمدہ اور پھلی چیزیں کثرت سے پائیں۔ (لاکلوا) کا مطلب ہے انتہائی وسعت وتروتازگی اور لگاتار رزق کثیر کا حصول (تحتاً وفوقاً) سے مراد ہے پھلوں اور کھیتیوں کا وافر مقدار میں ہونا۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی موعودہ نعمت کے حصول کا ذریعہ صرف اس کے احکام کو دل وجان سے قبول کرنے کے بعد ان کا نفاذ وقیام ہے اور یہی عمل دین ودنیا کی ہر قسم کی برکتوں وسعادتوں کے خزانہ کی کنجی ہے اور اسی سے آسمان وزمین سے برکت کا مینہ برستا اور فتوحات مدنیہ کا چشمہ ابلتا ہے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ برکات السماء سے مراد ہے بارشوں کی کثرت سے غذا انسانی کا بے کدّوکاوش خود بخود پیدا ہونا: اور برکات الارض سے مراد ہے زمینی خزانوں کا ابلنا مثلاً سونے چاندی ودیگر معدنیات کی کانیں [2]

۳۔ تمکین فی الارض

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ الخ [3]

---

[1] تفسیر کبیر ج ۱۲ ص ۴۷

[2] تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۲۱

[3] سورہ نور آیت ۵۵۔

ترجمہ: جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے خدا کا وعدہ ہے کہ ان کو ملک کا حاکم بنا دے گا جیسا ان سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور ان کے لیے اس دین کو جس کو اس نے ان کے واسطے پسند کیا ہے جما دے گا اور ان کو ان کی بے امنی کے بدلے امن دے گا۔

امام فخر الدین رازیؒ کی تفسیر ای الذین جمعوا بین الایمان والعمل الصالح ای اقاموا حدودها وعملوا علیها ان یستخلفهم فی الارض فیجعلهم الخلفاء والغالبین والمالکین کما استخلف علیها من قبلهم فی زمن داؤد وسلیمان علیهما السلام وغیرهما (وتمکینه ذلك) هو ان یؤیدهم النصرة والاعزاز ویبدلهم من بعد خوفهم من العدو امنًا الخ[۱]

ترجمہ: وہ لوگ جنہوں نے ایمان اور عمل صالح کو جمع کیا یعنی اس کی حدود اور احکام کو نافذ و قائم کر کے اس پر عامل رہے تو اللہ تعالیٰ انہیں اس زمین پر خلیفہ بنائے گا اور ہمیشہ اس پر غالب اور مالک و قابض رہیں گے۔ جیسا کہ اس سے قبل داؤد و سلیمان علیہما السلام کو اس پر خلیفہ بنا چکے ہیں۔ اور تمکین فی الارض کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نصرت فرمائے گا اور وہ اس پر غلبہ اور عزت حاصل کرلیں گے اور انہیں دشمنوں کے خوف و خطر سے محفوظ کر کے دائمی امن و امان عطا کریگا۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہوئے (کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ایک مرتبہ دیکھا جا چکا ہے)۔ فرماتے ہیں:

ومعلوم ان المراد بهذا الوعد بعد الرسول بهذا الاستخلاف طریقة الامامة وهذا الاستخلاف انما کان فی ایام ابی بکر و عمر

---

[۱] تفسیر کبیر ج ۲۴ ص ۳۵

عثمان وعلی لان فی ایامهم کانت الفتوح العظیمة وحصل التمکن و ظهور الدین والامن [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد استخلاف فی الارض کے وعدہ سے مراد امامت اور خلافت خلفاء راشدین ہے یعنی ابوبکر صدیق وفاروق اعظم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما وعثمان غنی رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہ وعدہ پورا ہوا ان کے دور میں عظیم فتوحات حاصل ہوئیں اور تمام دنیا میں قوت وغلبہ حاصل ہوا۔

حافظ ابن کثیرؒ کی تفسیر

هذا وعد من الله تعالی لرسوله صلوات الله وسلامه علیه بانه سیجعل امته خلفاء الارض ای (اذا قاموا حدودها ونفذوا شریعتها علی انفسهم) کانوا ائمة الناس والولاة علیهم وبهم تصلح البلاد وتخضع لهم العباد ولیبدلنهم من بعد خوفهم من الناس امنًا وقد فعله تبارك وتعالی [2]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ جب وہ اس کی حدود کو قائم کریں گے اور اس کی شریعت کو اپنی جانوں پر نافذ کریں گے تو انہیں لوگوں کا امام اور والی بنا دیا جائے گا اور ان کے ذریعہ سے تمام ملک درست ہو جائیں گے اور تمام انسان ان کے سامنے سرنگوں ہو جائیں گے اور انہیں لوگوں کے خطرات سے امن دے دیا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا ہے۔

فانه لم یمت حتی فتح الله علیه مکة وخیبر والبحرین و وسائر جزیرة العرب وارض الیمن بکمالها واخذ الجزیة من مجوس هجر ومن بعض اطراف الشام وهاداه

---

[1] تفسیر کبیر ج ۲۴ ص ۳۵

[2] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۰۰

ھرقل ملك الروم وصاحب مصر واسكندرية وھو المقوقس وملوك عمان والنجاشی ملك الحبشة[1]

ترجمہ: ابھی تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا ہی میں موجود تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ پر مکہ المکرمہ اور خیبر اور بحرین اور تمام جزیرہ عرب اور یمن کو فتح فرمایا اور آپ نے مجوس ہجر اور ملک شام کے بعض علاقوں سے جزیہ وصول کیا (اور دنیاوی مادی مال ومتاع سے مالا مال ہو گئے) اور اللہ تعالیٰ نے روم کے بادشاہ ہرقل اور اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس اور حبشہ کے بادشاہ نجاشی اور مصر کے بادشاہ کو ہدایت عطا فرمائی۔

ثم لما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قام بالامر بعدہ خلیفتہ ابوبکر الصدیق بعث جیوش الاسلام الی بلاد فارس صحبة خالد بن الولید رضی اللہ عنہ ففتحوا طرفًا منھا وقتلوا خلقًا من اھلھا وجیشًا اٰخر صحبة ابی عبیدہ رضی اللہ عنہ ومن اتبعہ من الامراء الی ارض الشام وثالثًا صحبة عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ الی بلاد مصر ففتح اللہ للجیش الشامی فی ایامہ بصری ودمشق الخ

ترجمہ: پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو آپ کے خلیفہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اللہ کا حکم قائم کیا تھوڑی مدت ہی گزری تھی کہ جزیرہ عرب فتح ہو گیا آپؓ نے لشکر اسلام حضرت خالد بن ولید کی نگرانی میں فارس کی طرف روانہ فرمایا انہوں نے فارس کا کچھ حصہ فتح کیا اور وہاں کے رہائشی قتل ہوئے پھر دوسرا لشکر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی صحبت میں شام کی طرف روانہ فرمایا اور تیسرا لشکر حضرت عمرو بن عاص کی صحبت میں بلاد مصر کی

---

[1] ابن کثیر ج ۳ ص ۱۸۴ مطبوعہ بیروت۔

طرف روانہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے شامی لشکر کو بصریٰ اور دمشق پر فتح دی۔ اور دوسرے لشکر بھی بہت سی فتوحات کے ساتھ کامیاب ہوئے۔

حافظ ابن کثیر مزید فرماتے ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دل میں الہام کیا کہ وہ عمر فاروق کو خلیفہ بنائیں : تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا حکم قائم کیا اور آسمان نے آج تک ان جیسا قوی سیرت اور کمال عدل والا انسان نہیں دیکھا۔ عمر فاروقؓ کے زمانہ میں تمام بلاد شام اور بلاد مصر اور اکثر اقلیم فارس فتح ہوئے اور کسریٰ و قیصر جیسے جبابرہ کا قلع قمع کیا اور ان کی تمام دولت اور سونے چاندی کے خزانے اور جنگی ساز و سامان پر قابض ہوئے۔ اور ہر قسم کی مادی و دنیاوی برکات سے فیض یاب ہوئے۔ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد دولت عثمانیہ کے زمانہ میں ممالک اسلامیہ مشرق و مغرب کی انتہا تک پھیل گئے۔ مغربی ممالک اندلس اور قبرص تک اور بلاد قیروان اور بلاد سبتہ اور اس کے ساتھ متصل بحر محیط تک فتح حاصل ہوئی اور مشرقی ممالک چین کی آخری سرحد تک فتح ہو گئے۔ آخر میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ خلاصہ نکالتے ہوئے فرماتے ہیں :

وجبئ الخراج من المشارق والمغارب الی حضرۃ امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ وذالك ببرکۃ تلاوته ودراسته وجمعه الامة علی حفظ القرآن الخ [۱]

ترجمہ : مشرق و مغرب سے خراج امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچنا شروع ہو گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حکومت دنیاوی و مادی اسباب سے بے نیاز ہو گئی۔ اور خزانوں کے انبار لگ گئے۔ یہ سب کچھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عبادت و تلاوت قرآن مجید اور اس کی تعلیم اور امت کو حفاظت قرآن پر جمع کرنے کی برکت تھی۔

۴۔ دنیا میں خیر کی کثرت

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ [۲]

---

[۱] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۱۸۴
[۲] نحل : ۴

ترجمہ : اور جنہوں نے نیک کام کیے انکے لیے دنیا میں بھلائی ہے اور آخرت کا گھر سب سے اچھا ہے ۔ اور پرہیزگاروں کا گھر کیسا ہی اچھا ہے ۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں :

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا (ای بالطاعة والعمل الصالح علی احکام الشریعة) فی هذه الدنیا حَسَنَةٌ ای حَيَاةٌ طیبة وهی عصمة الدماء والاموال واستحقاق المدح والثناء والظفر علی الاعداء وفتح ابواب المکاشفات [1]

ترجمہ : نیک کام کرنے کا مطلب ہے احکام شریعت کے مطابق عمل کرنا ایسے لوگوں کو اس دنیا میں حیات طیبہ (اچھی زندگی) حاصل ہوگی (یعنی جان و مال کی حفاظت اور تعریف اور مدح کا مستحق ہونا اور دشمنوں پر کامیاب ہونا اور مکاشفات کا دروازہ کھلنا) سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے سیرۃ النبی میں اس کا مفہوم لکھا ہے کہ دنیا کی بھلائی ہمارے مفسروں نے یہ بتلائی ہے علم عبادت تندرستی ۔ روزی ۔ مال و دولت ۔ فتح و نصرت اولاد صالح ۔ ناموری عزت حکومت و سلطنت ۔ جیسے کہ ایک دوسری جگہ پر اس آیت کی تفسیر ملتی ہے ۔

ارشاد ربانی ہے :

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً [2]

(ترجمہ : جو مرد اور عورت نیک عمل کرے تو ہم اسے اچھی زندگی عطا کریں گے)

مولانا محمد سلیمان منصور پوری اپنی تصنیف رحمۃ للعالمین میں لکھتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں اہل ایمان دنیوی حیثیت سے جس ضیق و تنگی اور عسرت و افلاس میں زندگی بسر کرتے تھے اس کا حال سب کو معلوم ہے کسی کے پاس تہبند ہے تو کرتہ نہیں کرتہ ہے تو سربند نہیں کسی کو شریعت محمدی پر عمل کرنے کے سبب گرم ریت پر لٹا دیا

---

[1] تفسیر جلالین ص ۲۱۸

[2] سیرۃ النبی ج ۷ ص ۱۷ ، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۹۱۱ ۔

جاتا اور اس کے سینہ پر بھاری پتھر رکھ دیا جاتا کسی کے منہ میں لگام ڈالی جاتی اور اسے ہنٹروں سے مارا جاتا ۔ کسی کو دھکتی ہوئی آگ میں پھینک دیا جاتا لیکن اہل ایمان کا شریعت محمدی کو جاری و ساری کرنے پر اور استقلال کے ساتھ جمے رہنے سے کل دنیا نے دیکھ لیا کہ پھر وہ کیسے تنعّم و ترفہ اور عزت و وقار پر پہنچ گئے تھے ۔ سنن ابو داؤد میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے کنبہ سے سوال کیا تمہارے ہاں قالین بھی ہے وہ بولے ہم اور قالین فرمایا تم کو ملیں گے پھر ایک وقت آیا کہ ان کے گھر میں سارا فرش قالین کا تھا ۔[۱]

۵۔ تنگدستی کا خاتمہ

وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۔[۲]

ترجمہ: اگر تم کو تنگدستی کا خوف ہے تو اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ عہد مستقبل میں تم کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا ۔

علامہ محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو شروع اسلام میں اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر وحشتناک و ہولناک مصیبات جھیلنے پر تسلی دی گئی ہے کہ یہ کیفیت اور حالت عارضی و چند روزہ ہے اگر تم اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے سرفروش رہے اور نظام الٰہی پر ڈٹے رہے تو اس کی برکت سے مستقبل میں خوشحالی و دولت کی فراوانی سے ہمکنار کئے جاؤ گے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ کچھ تو عہد نبوت میں ہی بعد از ہجرت فتوحات کی کثرت سے پورا ہوا لیکن مکمل طور پر انقراض عہد نبوت کے بعد پورا ہوا ۔ صحابہ کی دولتمندی اور غنا کا یہ حال ہو گیا تھا کہ وہ اپنی دولت کا خود بھی ٹھیک ٹھیک اندازہ نہ لگا سکتے تھے ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ القرشی کا جب انتقال ہوا تو ایک ہزار اونٹ تین ہزار بکریاں اور ایک سو گھوڑے ان کے ہاں موجود تھے ۔ نقد اسباب اس کے علاوہ

---

[۱] رحمۃ للعالمین ج ۳ ص ۳۲۶

[۲] سورۃ توبہ آیت ۲۷

تھا۔ ان کی ایک عورت کو ۴/۳ کے حساب سے تراسی ہزار روپیہ نقد دیا گیا تھا۔ ابو محمد طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے لنگر میں ایک ہزار ورقی کا روزانہ خرچہ تھا۔ زبیر بن عوام کے ایک ہزار غلام تھے جو کما کر لایا کرتے تھے حضرت زبیر بن عوام ان کی کمائی خیرات کر دیا کرتے تھے۔ (کتاب الاسماء نووی) [1]

۶۔ نصرتِ خداوندی

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ [2]

ترجمہ: اے ایمان والو اگر تم اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدمی نصیب کرے گا۔

تفسیر جلالین میں مولانا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ اي دِيْنَه وَرَسُوْلَه يَنصركم على عَدُوِّكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ يثبتكم في المعترك [3]

ترجمہ: اگر تم اللہ تعالیٰ کے دین اور رسول کی مدد کرو گے تو وہ تمہارے دشمنوں پر مدد کرے گا اور میدان جنگ میں ثابت قدمی نصیب کرے گا۔

سیرۃ النبی میں سید سلیمان ندوی اس آیت کی تشریح میں دوسری آیت کو تحریر فرمایا ہے:

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ط اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ [4]

ترجمہ: خدا تعالیٰ اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ زبردست قوت والا ہے وہ لوگ کہ جنہیں ہم زمین پر جما دیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ

---

[1] رحمۃ للعالمین ج ۳ ص ۳۲۹

[2] سورۃ محمد ۲۶/ب

[3] جلالین ج ۲ ص ۲۰۔۴

دیں گے اور اچھے کاموں کا حکم کریں اور بُرے کاموں سے روکیں گے اور ہر کام کا انجام خدا کے اختیار میں ہے۔

یعنی خدا کے دین کی مدد کرنے کا مطلب ہے خدا کے قانون کا اجراء نظام صلوٰۃ اور نظام زکوٰۃ کا قیام اور اَوامر اللہ کے امتثال و منہیات سے اجتناب کا قانون قائم کرنا : (دوسرے لفظوں میں ہم اس کو نفاذ شریعت کا نام بھی دے سکتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ مدد کرے گا اس کا مطلب ہے کہ دشمنوں کے مقابلوں میں تمہیں رحمانی قوت (ملائکہ) اور جسمانی قوت (شجاعت) اور مادی قوت سامان حرب عطا کیا جائے گا[1]

نصرت خداوندی کا نظارہ چرخ سماء نے دیکھ لیا کہ صرف تیرہ سالہ مختصر مکی زندگی کے بعد فتوحات کا دروازہ کھلا اور پہلے ہی معرکے میں بے سرو سامانی کے باوجود مسلمان کامیاب ہو کر لوٹے۔ مسلمانوں کی فوجی تنظیم مضبوط ہو گئی اور وہ فتح پر فتح حاصل کرتے گئے۔ عراق۔ شام۔ خراسان و ترکستان۔ مصر و سوڈان کے واقعات ہمارے سامنے ہیں۔ دمشق میں ایک ہزار مہینے تک حکومت کی غرناطہ میں اور ہسپانیہ میں صدیوں تک حکمران رہے عہد فاروقی سے لے کر آج تک مصر پر مسلمانوں کی حکومت ہے دولت امویہ کے بعد عباسیہ نے بغداد میں پورے جاہ و جلال کے ساتھ پانچ صدیوں تک حکومت کی انہیں کی ایک شاخ نے ترکوں پر اور قسطنطنیہ فتح کر کے یورپ پر اور ہندوستان پر صدیوں تک سلطنت کی ہے۔

نبوی بشارات اور نفاذِ شریعت کی برکات

۷۔ سرخ و سفید خزانے

عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقها و مغاربها و ان امتی سیبلغ ملکها ما زُوِیَ لی منها و اعطیت الکنزین الاحمر والابیض[2]

---

[1] سیرت النبی ج ۷ ص ۲۰

[2] مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۱۲

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بیعتِ رضوان کے موقع پر) فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لیے سمیٹ دیا ہے میں نے اس کے جملہ مشارق اور مغارب کا مشاہدہ کیا اور اس ساری زمین پر جو میرے لیے سمیٹ دی گئی۔ میری امت کا قبضہ اور تسلط ہو کر رہے گا اور مجھے سُرخ و سفید (یعنی سونا چاندی) دونوں قسم کے خزانے عطا فرمائے گئے ہیں جو میری اُمت کو ضرور مل کر رہیں گے۔

۸۔ غم و پریشانی سے نجات

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجاھدوا الناس القریب والبعید ولا تبالوا فی اللہ لومۃ لائم واقیموا حدود اللہ فی السفر والحضر فان الجھاد باب من ابواب الجنۃ عظیم ینجی اللہ بہ من الھم والغم[1]

ترجمہ: حکومت الہٰیہ کے قیام کے لیے لوگوں سے جہاد کرو خواہ وہ قریب ہوں یا بعید خویش ہوں یا اجنبی اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرو اور سفر و حضر میں اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم کرو اور جان لو کہ جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک عظیم الشان دروازہ ہے اس جہاد اور اقامت حدود (نفاذ شریعت) کے ذریعہ اللہ تعالیٰ تمہیں دنیاوی فکر و غم سے نجات دے دے گا۔

۹۔ امن و سلامتی

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعدی بن حاتم حین وفد علیہ اتعرف الحیرۃ قال لم اعرفھا ولکن قد سمعت بھا قال فوالذی نفسی بیدہ لیتمن اللہ ھذا الامر حتی تخرج الظعینۃ من الحیرۃ حتی

---

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۱۱

تطوف بالبیت فی غیر جوار احد ولتفتحن کنوز کسریٰ بن هرمز قلت کسریٰ بن هرمز قال نعم کسریٰ بن هرمز و لیبذلن المال حتی لا یقبله احد قال عدی بن حاتم فهذه الظعینة تخرج من الحیرة فتطوف بالبیت فی غیر جوارٍ ولقد کنت فی من فتح کنوز کسریٰ بن هرمز والذی نفسی بیده لتکون الثالثة لان الرسول صلی الله علیه وسلم قد قالها لہ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عدی بن حاتم سے فرمایا کیا تو حیرہ کو جانتا ہے انہوں نے کہا میں نے اس کا نام سنا ہوا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھاتے ہوئے فرمایا اے عدی بن حاتم اگر اللہ تعالیٰ تمہاری زندگی دراز کرے تو تم دیکھو لوگے کہ اللہ تعالیٰ اس دین کو مکمل فرمائے گا اور ایک بڑھیا مقام حیرہ سے اکیلی چلے گی اور خانہ کعبہ کا طواف کرے گی پھر فرمایا کہ تم دیکھ لوگے اللہ تعالیٰ کسریٰ بن ہرمز کے خزانوں کو تمہارے ہاتھوں پر فتح کرے گا اور فرمایا کہ تم دیکھ لوگے کہ تمہارے پاس اتنا مال ہو جائے گا کہ ایک شخص زکوٰۃ کا مال لے کر پھرے گا مگر کوئی لینے والا نہ ملے گا۔ حضرت عدی بن حاتم فرماتے تھے کہ میں نے ایسی بڑھیا کو بھی حج کرتے دیکھا کہ کوفہ سے اکیلی حج کرنے آئی تھی اور اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہ تھا اور خزائن کسریٰ کی فتح میں تو میں خود شامل تھا اور تیسری بات بھی تم دیکھ لوگے امام بیہقی فرماتے ہیں تیسری بات حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانہ میں پوری ہو گئی تھی۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

والله لیتمن الله هذا الامر حتی یسیر الراکب من صنعاء الی حضرموت لا یخاف الا الله والذئب علیٰ غنمه ولکنکم قوم تستعجلون ٢ہ

لہ ابن کثیر ج ۳ ص ۲۸۳

۲ہ ابن کثیر ج ۱ ص ۳۶۷۔

ترجمہ: خدا کی قسم میرا رب میرے اس دین کو اس قدر پورا کرے گا کہ بلا خوف وخطر ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا سوائے اللہ کے کسی کا ڈر نہ ہوگا ہاں بکریوں پر بھیڑئیے کا خطرہ اور بات ہے۔

وفی حدیث ابی رزین عجب ربك من قنوط عباده وقرب غيثه فينظر اليهم قنطين فيظل يضحك يعلم ان فرجهم قريب[1]

ترجمہ: ابو رزین سے روایت ہے کہ بندے جب ناامید ہونے لگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ تعجب کرتا ہے کہ میری فریاد رسی تو پہنچنے والی ہے اور یہ ناامید ہوتا چلا جاتا ہے پس اللہ تعالیٰ ان کی عجلت اور اپنی رحمت کے قرب پر ہنس دیتا ہے۔

وقد ثبت فی الصحیحین من غیر وجه عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم انه قال لا تزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق لا یضرهم من خذلهم ولا من خالفهم الی یوم القیمة[2]

ترجمہ: صحیحین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی اور غالب رہے گی۔ اور ان کے مخالف ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے قیامت تک یہی حالت رہے گی۔

وفی روایة حتی ینزل عیسی بن مریم وهم ظاهرون۔

ترجمہ: اور ایک روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام تک وہ کافروں پر غالب رہیں گے۔

۱۰۔ فتوحات ممالک اور مادی خزانے

بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ خندق کھودتے ہوئے ایک بہت بڑا اور بہت سخت پتھر نکل آیا جس پر کدال کا اثر نہ ہوتا تھا ہم نے

---

[1] ابن کثیر ج ا ص ۳۷۶
[2] ابن کثیر ج ۳ ص ۳۰۳

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حال عرض کیا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھر کو دیکھا اور کدال کو ہاتھ میں لیا اور بسم اللہ کہہ کر ضرب لگائی تو ایک تہائی پتھر ٹوٹ گیا اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اللہ اکبر اعطیت مفاتیح الشام ۔

مجھے ملک شام کی چابیاں (خزانے) عطا کی گئیں :

بخدا میں نے وہاں کے سُرخ محلات کو دیکھا ۔

پھر دوسری ضرب لگائی اور ایک تہائی پتھر توڑ دیا پھر فرمایا :

اللہ اکبر اعطیت مفاتیح الفارس واللہ لَاُبْصِرُ قصر المدائن الابیض ـــــــ

ترجمہ : مجھے ملک فارس کی چابیاں (خزانے) عطا کی گئیں اور اللہ کی قسم میں نے مدائن کے سفید محلات کو دیکھا ہے ۔

پھر تیسری ضرب لگائی اور مکمل پتھر چکنا چُور ہو گیا ۔ اور فرمایا :

اللہ اکبر انی اعطیت مفاتیح الیمن واللہ انی لابصر ابواب الصنعا من مکانی الساعۃ ۔

ترجمہ : اللہ اکبر مجھے ملک یمن کی چابیاں (خزانے) عطا کی گئیں واللہ میں یہاں سے اس وقت شہر صنعاء کے دروازوں کو دیکھ رہا ہوں ۔

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتیں حرف بحرف پوری ہوئیں اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسلام کی برکت سے یہ سب مادی اور دنیاوی خزانے حاصل کئے [1]

۱۱۔ ایرانی خزانے حاصل ہونا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک سے فرمایا :

کیفَ بکَ اِذَا لَبِسْتَ سوارِی کسریٰ ـــــــ

تیری کیا شان ہو گی جبکہ تجھے کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے ۔

---

[1] رحمۃ للعالمین ج ۳ ص ۱۸۷ ۔

بیہقی کی دوسری روایت ہے کہ عہد فاروقی میں جب ایران سے مال غنیمت آیا جس میں بے شمار مال و دولت اور سونے چاندی کے انبار تھے اس میں کسریٰ کے کنگن بھی تھے تو حضرت فاروق اعظمؓ نے سراقہ بن مالک کو بلایا اور اسے وہ کنگن پہنائے اور خدا کا شکر ادا کیا اور نعرہ تکبیر بلند کیا اور فرمایا کہ اس خدا کا شکر ہے جس نے ایک متکبر ظالم اپنے منہ رب الناس بننے والے سے یہ کنگن چھین کر اسلام کے ایک سپاہی سراقہ مدلجی اعرابی کو (اسلام کی برکت سے) پہنائے [1]

یہ سب بشارات سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانثاروں فرمانبرداروں کو اس وقت سنائیں جبکہ وہ اعلاء کلمۃ اللہ و احکام الٰہی پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے ہولناک و اذیتناک حالات سے گزر رہے تھے، آپ نے فرمایا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۔ بے شک تنگیوں کے بعد آسانیاں ہوتی ہیں ۔ آپ نے فرمایا احکام الٰہی پر عمل پیرا ہونے میں اتنی برکات ہیں کہ جن کی کوئی حد و شمار نہیں ۔

یہ بشارات و برکات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ تک محدود نہیں تھیں بلکہ یہ برکات احکام الٰہی و شریعت نبوی میں مضمر ہیں جب کبھی جس جگہ کبھی ان پر عمل ہوگا اسی وقت برکات الٰہی کا نزول شروع ہو جاتا ہے ہم اپنے ملک میں نفاذ شریعت سے یہ تجربہ کر سکتے ہیں:
نفاذ شریعت سے سب سے زیادہ فائدہ اور دنیاوی برکت جو انسان کو حاصل ہوتی ہے وہ ہے امن و سلامتی ۔ ایمان اور اسلام کے الفاظ ہی امن و سلامتی کا پیغام دے رہے ہیں جب ہم مکمل اسلامی نظام نافذ کر دیں گے تو انشاء اللہ مکمل امن و امان اور سلامتی و عافیت حاصل ہوگی ۔

۱۲ ۔ نفاذ شریعت سے امن عالم پیدا ہوتا ہے

بنیادی طور پر انسان کو پانچ چیزوں کی حفاظت کی ضرورت ہے

۱ ۔ حفاظت جان ۔ ۲ ۔ حفاظت مال ۔ ۳ ۔ حفاظت عزت ۔ ۴ ۔ حفاظت نسل ۔ ۵ ۔ حفاظت عقل ۔
نظام شریعت میں ان پانچوں چیزوں کی حفاظت کے راہنما اصول و قوانین موجود ہیں پہلے ترغیباً و ترہیباً ان اصول سے روشناس کرایا جاتا ہے جب اس سے کام نہ بن سکے تو پھر سزائیں

---

[1] رحمۃ للعالمین ج ۲ ص ۱۸۹

لاگو کی جاتی ہیں۔

اسلامی حدود کا فلسفہ اور ان شرعی سزاؤں کے اجراء و نفاذ کا مقصد وحید نظام تمدن کے اختلال کو روکنا۔ شریف اور امن پسند شہریوں میں احساس تحفظ پیدا کرنا اور سماج دشمن عناصر کے دل میں خوف پیدا کر کے انہیں ایسی حرکات سے باز رکھنا جن کے باعث اللہ تعالیٰ کی زمین میں فساد جنم لیتا اور معاشرے کا اخلاقی معیار پست ہو جاتا ہے[1]

حفاظت جان کا قانون ارشاد ربانی ہے: وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا[2]

ترجمہ: تم اپنے جیسے انسانوں کا خون ناحق مت بہاؤ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرنے والا ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ[3]

ترجمہ: کسی انسان کو بلا قانون حق کے قتل مت کرو۔

ترھیبی ارشاد:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا[4]

ترجمہ: جو شخص کسی مومن کو عمداً قتل کر دیتا ہے پس اس کی سزا جہنم ہے اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ اس پر خدا کا غضب اور لعنت ہو گی اور اس کے لیے بڑا عذاب تیار کیا گیا ہے۔

قانونی دفعات كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى الخ[5]

---

[1] اسلامی حدود اور ان کا فلسفہ ص ۱۲

[2] سورہ نساء آیت ۲۹

[3] سورہ بنی اسرائیل آیت ۳۳

[4] سورہ نساء آیت ۹۳

[5] سورہ بقرہ آیت ۱۷۸

ترجمہ: تم پر قتل کا قصاص فرض کر دیا گیا۔ ہے آزاد کے بدلے آزاد۔ غلام کے بدلے غلام۔ عورت کے بدلے عورت۔

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ [1]

ترجمہ: اور ہم نے توراۃ میں ان پر فرض کیا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔ ناک کے بدلے ناک۔ کان کے بدلے کان دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا قصاص ہے۔

حد قصاص کی برکت

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَّا أُولِي الْأَلْبَابِ [2]

ترجمہ: اور قصاص میں تمہاری زندگی ہے اے عقل والو۔

حفاظت مال کا قانون

ترغیبی ارشاد: وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ [3]

ترجمہ: اور نہ کھاؤ تم ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے۔

لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِطِيْبِ قَلْبِهٖ: الحدیث [4]

ترجمہ: کسی مسلمان آدمی کا مال بغیر اس کی رضا کے کھانا حلال نہیں۔

اَلرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ كِلَاهُمَا فِي النَّارِ۔ الحدیث [5]

ترجمہ: رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں دوزخی ہیں۔

اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا۔ [6]

---

[1] سورۃ مائدہ آیت ۴۵

[2] سورۃ بقرہ آیت ۱۷۹

[3] سورۃ بقرہ آیت ۱۸۷

[4] مشکوٰۃ: ۱۳

[5] ایضاً

[6] بقرہ آیت ۶۴

اللہ تعالیٰ نے خرید وفروخت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔

مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا - الحدیث[1]

جو شخص ملاوٹ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

چوری اور ڈاکہ حرام ہے۔ کیونکہ اس میں غیر کے مال کو نا جائز طریقے سے کھانا ہوتا ہے۔ شریعت میں ہر وہ صورت جس سے غیر کے مال کو ناجائز طریقے سے کھانا ہوتا ہے وہ سب حرام ہیں مثلاً چوری، ڈاکہ، سود، رشوت، ملاوٹ، جوا، بددیانتی، لاٹری وغیرہ وغیرہ[2]

قانونی دفعات

اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا ۔[3]

ترجمہ: چوری کرنے والے مرد اور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْا اَوْ يُصَلَّبُوْا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الاخرة عذاب عظيم[4]

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کرتے ہیں اور ملک میں فساد برپا کرتے پھرتے ہیں ان لوگوں کی بس یہی سزا ہے کہ وہ بری طرح قتل کیے جاویں یا سولی پر چڑھائے جائیں۔ یا ان کا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کاٹ دیا جائے۔ یہ سزا ان کے لیے دنیا میں سخت رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ[5]

---

[1] اسلامی ریاست ص ۹۴

[2] مائدہ آیت ۳۸

[3] مائدہ آیت ۳۳

[4] بقرہ آیت ،،

ترجمہ: اگر تم سود کھانا بند نہ کرو تو پھر اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔

حدِ سرقہ کی دنیاوی برکت

عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اقامۃ حد من حدود اللہ خیر من مطر اربعین لیلۃ الخ[1]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک حد کو قائم کرنا چالیس راتوں کی بارش سے بہتر ہے۔

اور حاشیہ پر مرقاۃ کے حوالے سے لکھا ہے۔

لان فی اقامتھا زجرًا للخلق عن المعاصی و سبب فتح ابواب السماء والمنع عن اھلاک مال الغیر[2]

ترجمہ: کیونکہ اس حد کے قائم کرنے میں لوگوں کو معاصی سے ڈانٹنا ہوتا ہے اور برکات الٰہی کے دروازوں کے کھلنے کا سبب ہے، اور لوگوں کے مال ضائع اور ہلاک ہونے سے بچانا ہے۔

یعنی چوری کی سزا قائم کرنے سے دنیاوی فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ اس سے لوگوں کا مال محفوظ ہو جاتا ہے اور ڈاکہ کی حد قائم کرنے سے جان بھی محفوظ ہو جاتی ہے اور مجرم آئندہ کے لیے ایسے شنیع فعل سے باز رہتا ہے اور دوسروں کو عبرت حاصل ہوتی ہے۔

حفاظت عزت کا قانون

ترغیبی ارشاد: لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ[3]

---

[1] مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۱۳ باب قطع السرقہ

[2] ایضاً

[3] حجرات آیت ۱۱

ترجمہ: کوئی قوم کسی دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے ہو سکتا ہے کہ جن کا مذاق اڑایا جا رہا ہے وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ ایک عورت دوسری عورت کا مذاق اڑائے ہو سکتا ہے وہ عورت جس کا مذاق اڑایا جا رہا ہے وہ ان سے بہتر ہو۔

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا الخ [۱]

ترجمہ: اور کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کر سکتا ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ الخ [۲]

ترجمہ: ہر عیب چین تہمت باز کے لیے ہلاکت ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً الخ [۳]

ترجمہ: اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ پیش کر سکیں تو ایسے لوگوں کو اسی کوڑے لگاؤ۔

وكذالك القذف معصية كبيرة فيه الحاق عار عظيم على الزنا [۴]

ترجمہ: اور اسی طرح تہمت بھی گناہ کبیرہ ہے اور جس پر تہمت لگی اس کی عزت پر دھبہ لگ جاتا ہے۔

---

[۱] حجرات آیت ۱۲

[۲] ہمزہ پ ۳۰

[۳] سورۃ نور

[۴] حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۶۱

الغيبة اشد من الزنا الحديث[1]

غیبت زنا سے بھی بدتر گناہ ہے۔

عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يطوف بالكعبة ويقول ما اطيبك واطيب ريحك ما اعظمك واعظم حرمتك والذی نفس محمد بيده لحرمة المؤمن اعظم عند الله تعالیٰ حرمة منك[2]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا طواف کعبہ کر رہے تھے اور فرما رہے تھے تو کس قدر پاکیزہ ہے اور تیری خوشبو کس قدر پاکیزہ ہے تو کس قدر باعظمت ہے اور تیری عزت و احترام کتنا عظیم ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے مومن کا احترام اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیرے احترام سے بھی بڑا ہے۔

عن عائشة رضی الله عنها قالت قلت للنبی صلى الله عليه وسلم حسبك من صفية كذا وكذا تعنی قصيرة فقال صلى الله عليه وسلم لقد قلت كلمة لو مزجت بماء البحر لمزجته ـ رواه الترمذی[3]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت صفیہ کا تذکرہ کیا کہ اس کا قد تو ٹھگنا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے ایسا کلمہ کہا ہے کہ اگر سمندر میں ملا دیا جائے تو وہ بھی کڑوا ہو جائے۔

---

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۲۷ مطبوعہ بیروت

[2] ایضاً

[3] تحفۃ الاحوذی ص ۲۰۴ : ابن کثیر ج ۴ ص ۳۲۸

قانونی دفعات

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ[1]

ترجمہ: جو لوگ پاک دامن عورتوں پر الزام لگاتے ہیں پھر چار گواہ پیش نہیں کر سکتے تو انہیں اسی کوڑے لگا دو اور انکی ہمیشہ کے لیے گواہی بھی قبول نہ کرو اور وہی لوگ فاسق ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوْا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ[2]

ترجمہ: جو لوگ پاکدامن بے خبر مومن عورتوں پر الزام لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

عن حذیفة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال قذف المحصنة یهدم عمل مائة سنة - الحدیث[3]

حد قذف کی دنیاوی برکت

اس قانون کے نفاذ سے ہر باشندہ اطمینان قلبی حاصل کر لیتا ہے کہ میری عزت وحرمت کلی طور پر محفوظ ہے وہ پرسکون ہو کر ملک وملت کی ترقی کے لیے کوشاں ہوتا ہے تو اس سے ملک مالی وافرادی قوت میں مضبوط ہوتا ہے۔ جہاں لوگوں کی عزت وناموس محفوظ نہ ہو وہاں سے لوگ خروج کرتے ہیں اور ملک ویران وبرباد ہو جاتا ہے اور دشمن بآسانی اس ملک پر قابض ہو جاتے ہیں[4]

---

[1] نور آیت ۴

[2] نور آیت ۲۴

[3] ابن کثیر ج ۳ ص ۲۷۳

[4] خدام الدین نظام شریعت نمبر ۲۴

حفاظت نسل کا قانون

ترغیبی ارشاد: وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا [1]

ترجمہ: زنا کے قریب نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی کا کام ہے اور برا راستہ ہے
وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ [2]

ترجمہ: اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی کو نہیں پکارتے اور نہ ہی کسی کو کسی شرعی سزا کے بغیر قتل کرتے ہیں اور نہ ہی وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں۔

عن الهيثم الطائی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من ذنب بعد الشرك اعظم عند اللہ من نطفة وضعها رجل فی رحم لا يحل له [3]

ترجمہ: حضرت ہیثم بن ملک طائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ نطفہ ہے جو آدمی ایسے رحم میں ڈالتا ہے جو اس کے لیے حلال نہیں ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نوجوان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زنا کی اجازت مانگتا ہے تو لوگ اس کو ڈانٹنا شروع کر دیتے ہیں آپ نے فرمایا ٹھہرو ٹھہرو میں اسے سمجھاتا ہوں۔ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قریب بلا کر فرمایا:
— فَقَالَ اِجْلِسْ فَجَلَسَ فَقَالَ اَتُحِبُّهُ لِاُمِّكَ قَالَ لَا وَاللّٰهِ الخ بیٹھ پس وہ بیٹھ گیا پس آپ نے فرمایا کیا تو اپنی ماں کے لیے یہ فعل پسند کرتا ہے تو اس نے کہا نہیں اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے بلکہ سب لوگ اس فعل کو اپنی ماؤں کے لیے ناپسند کرتے

---

[1] بنی اسرائیل آیت: ۳۲

[2] الفرقان آیت: ۶۸

[3] ابن کثیر ج ۳ ص ۶۴ مطبوعہ بیروت

ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو یہ فعل اپنی بیٹی ، بہن ، پھوپھی ، خالہ کے لیے پسند کرتا ہے تو اس نے وہی جواب دیا ۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر تو اس فعل کی کیسے اجازت مانگتا ہے پس وہ شخص اس فعل سے تائب ہوا اور آپ نے اس کے لیے دعا مانگی لے

قانونی دفعات الزانیة والزانی فاجلدُوا کل واحد منہما مائة جلدة ولا تاخذکم بہما رأفة فی دین اللہ الخ لے

ترجمہ: زنا کار مرد و عورت ہر ایک کو سو سو کوڑے لگاؤ اور تم کو ان پر اللہ تعالیٰ کی حد جاری کرنے میں کسی قسم کا ترس نہ آئے ۔

عن عبادة ابن الصامتؓ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خذوا عنی خذوا عنی قد جعل اللہ لہن سبیلاً الثیب بالثیب والبکر بالبکر الثیب جلد مائة ثم رجم بالحجارة والبکر جلد مائة ثم نفی سنة لے

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے شریعت کا حکم لے لو اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کے لیے راستہ مقرر کر دیا ہے شادی شدہ مرد اور عورت اگر زنا کے مرتکب ہوں تو انہیں سو کوڑے اور سنگسار کرنا ہے اور اگر غیر شادی شدہ مرد اور عورت زنا کرے تو ان کو سو کوڑے اور ایک سال جلا وطن کرنا ہے ۔

حد زنا کی دنیاوی برکات ۱۔ اس حد کی دنیاوی برکت یہ ہے اس سے حفاظت نسب ونسل ہوتی ہے ۔ دوسری عصمتوں کی حفاظت ہے کیونکہ

لے ابن کثیر ج ۳ ص ۶۴

لے سورۃ نور آیت : ۲

لے صحیح بخاری کتاب التفسیر ۔ اسلامی ریاست ص ۴۷۱

عفت و عصمت کے ازالے کے بعد عورت اور اس کے قبیلے کے تمام افراد میں دنائت پیدا ہو جاتی ہے عورت خود بھی ذلیل ہوتی ہے اور اس کے بعد اس کے خاندان کا وقار بُری طرح مجروح ہو جاتا ہے۔

۳۔ برکت خاندان کا تحفظ ہے کیونکہ زنا میں مبتلا ہو جانے کے بعد عورت کو نہ اپنے شوہر کا خیال رہتا ہے اور نہ بچوں کا اپنے شوہر اور بچوں سے نفرت ہو جاتی ہے جو عائلی نظام کے فساد پر منتج ہوتی ہے۔

۴۔ برکت توالد و تناسل کا مقصد ہوتا ہے اولاد و نسل کا صالح اور والدین کے لیے حقیقی معاون ہونا۔ زناکاری کے عمل سے یہ دونوں مقاصد پورے نہیں ہوتے اولاد ناپاک نطفہ کے سبب غیر صالح اور بے غیرت ہو جاتی ہے اور والدین کی عزت و ناموس کو داغدار کر دیتی ہے۔

۵۔ برکت امراض جنسیہ مثلاً سوزاک۔ آتشک اور جذام وغیرہ سے حفاظت ہو جاتی ہے کیونکہ زانی اور زانیہ یہ نہیں جانتے کہ جس سے وہ جنسی ملاپ کر رہے ہیں وہ کس مرض میں مبتلا ہے یہی وجہ ہے کہ مغربی ممالک جن میں زناکاری فیشن بن چکی ہے ان کی اکثر آبادی ان مہلک بیماریوں میں مبتلا ہے۔

۶۔ برکت فقر و فاقہ سے حفاظت ہوتی ہے کیونکہ زانی کو مزنیہ کی لمبی لمبی فرمائشیں مجبور کرتی ہیں کہ وہ جس طرح بھی ہوا نہیں پورا کرے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زانی اپنی جائداد فروخت کر کے مزنیہ کی فرمائشوں کو پورا کرتا ہے اسی طرح پورے کا پورا خاندان تباہ ہو جاتا ہے۔

۷۔ برکت معاشرے کی حفاظت ہوتی ہے کیونکہ ولد الزنا والدین کی تعلیم و تربیت سے محروم ہونے کے سبب طرح طرح کی بُری عادتوں میں گرفتار ہو جاتا ہے جس سوسائٹی میں رہتا ہے وہاں کے سب بچے اس کی صحبت کی وجہ سے اخلاقی طور پر تباہ ہو جاتے ہیں [1]

---

[1] اسلامی حدود کا فلسفہ ص ۳۲۔

حفاظت عقل کا قانون

ترغیبی ارشاد : لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی [۱]

ترجمہ : تم نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْهِمَا اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَا اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا [۲]

ترجمہ : لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں لیکن ان دونوں کا گناہ ان کے فائدے سے بہت بڑھا ہوا ہے۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ [۳]

ترجمہ : اے ایمان والو واقعی بات یہ ہے کہ شراب ۔ جوا اور بتوں کے تھان اور فال کھولنے کے تیر یہ سب ناپاک کام شیطان کے ہیں لہذا ان سے بچتے رہو شاید کہ تم فلاح پاؤ۔

وَلَا یشرب الخمر حین یشربها وهو مؤمن ۔ الحدیث [۴]

ترجمہ : اور شراب پینے والا جس وقت شراب پی رہا ہوتا ہے وہ مومن ہی نہیں رہتا۔

کل مُسْکِرٍ حَرَامٌ : ترجمہ : ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

---

[۱] سورۃ نساء آیت : ۴۳

[۲] البقرہ آیت : ۲۱۹

[۳] المائدہ آیت : ۹۰

[۴] بخاری ج ۲ ص ۸۳۶

لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الخمر عشرۃً عاصرها ومعتصرها وشاربها وحاملها والمحمولة اليه وساقيها وبائعها وآكل ثمنها والمشتري لها والمشتري له[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے سلسلہ میں دس آدمیوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (۱) شراب نچوڑنے والا۔ (۲) نچڑوانے والا۔ (۳) پینے والا۔ (۴) اٹھانے والا۔ (۵) جس کے پاس لے جائی گئی۔ (۶) پلانے والا۔ (۷) بیچنے والا۔ (۸) اس کی قیمت کھانے والا۔ (۹) خریدنے والا۔ (۱۰) جس کے لیے خریدی گئی۔

قانونی دفعات

اذا شربوا الخمر فاجلدوهم ثم ان شربوا فاجلدوهم ثم ان شربوا فاجلدوهم ثم ان شربوا فاقتلوهم[2]

ترجمہ: اگر لوگ شراب پئیں تو انہیں کوڑے مارو اگر دوبارہ پئیں تو پھر کوڑے مارو اگر سہ بارہ پئیں تو پھر کوڑے مارو اور اس کے بعد بھی پئیں تو انہیں قتل کر دو۔

۲۔ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور سفیان ثوریؒ کی رائے یہ ہے کہ شراب نوشی کی حد اسی کوڑے ہیں امام صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں شراب نوشی بڑھ رہی تھی تو آپ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جمع فرما کر مشورہ کیا۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے فرمایا کہ سب سے کم حد۔ (حد قذف) اسی کوڑے ہے آپ اسی کو مقرر فرما دیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بھی یہی رائے تھی چنانچہ اسی پر سب صحابہ کرام کا اتفاق ہو گیا: تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام ممالک محروسہ میں حکم کو بھیج دیا[3]

---

[1] جامع ترمذی

[2] ابوداؤد ج ۲ ص ۶۱۶

[3] المغنی ج ۱۰ ص ۳۲۶ اسلامی حدود کا فلسفہ ص ۶۷

خمر کی تعریف لغت میں خمر ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو عقل پر پردہ ڈال دے۔ اصطلاح فقہ میں ہر وہ چیز جو نشہ آور ہو خواہ وہ انگور کا رس ہو یا کھجور یا گندم وغیرہ کا اس کا قلیل و کثیر سب حرام ہے۔

ان سب باتوں سے معلوم ہوا کہ منشیات عقل کو خراب کرتی ہیں۔ لہذا شریعت نے اس کی حفاظت کے لیے سزا مقرر فرمائی۔

حد شراب کی دنیاوی برکت ۱۔ بغض و عداوت کا سد باب: اس حد کی برکت یہ ہے کہ انسان جب نشہ آور اشیاء سے باز آجائیگا تو عقل اپنے ٹھکانے پر رہے گی اور وہ اپنے پرائے کی تمیز کر سکے گا اور ان کی عزت و ناموس کا خیال رکھے گا تو آپس میں محبت پیدا ہوگی۔ اور نشہ کی حالت میں انسان حیوانی لذتوں اور نفسانی خواہشات کے گرداب میں کچھ اس طرح گھر جاتا ہے کہ روحانی کیف و سرور اور ملکوتی مشاہدات کے درمیان پردہ حائل ہو جاتا ہے ــــــــــــ اور وہ کسی کی عزت و حرمت کا خیال نہیں کرتا جس سے بغض و عداوت پیدا ہو جاتی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ [۱]۔

ترجمہ: شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے مابین دشمنی اور بغض ڈال دے اور تم کو اللہ کے ذکر اور نماز کے ادا کرنے سے باز رکھے سو کیا تم اب بھی باز رہو گے یا نہیں۔

۲۔ نیز شراب نوشی تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ شرابی قتل و غارت، ظلم و زیادتی کا مرتکب ہوتا رہتا ہے۔ جس سے بہت سی انسانی جانوں کا بے سود ضیاع ہو جاتا ہے تو اس سزا

---

[۱] المائدہ آیت: ۹۰

کے اجراء و نفاذ سے ان تمام خرابیوں اور برائیوں کا قلع قمع ہو جاتا ہے اور ان کا جان و مال محفوظ ہو جاتا ہے۔

۳۔ شرابی اور منشیات کا عادی اپنی اس بُری لت کی تسکین کے لیے جائداد تک کو بیچ دیتا ہے بالآخر پورا خاندان مفلسی کا شکار ہو جاتا ہے۔

۴۔ شرابی آدمی بے شمار جسمانی امراض کا شکار ہو جاتا ہے مثلاً کینسر اعصابی تناؤ۔ سوء ہضم التہاب امعاء۔ جنون۔ فالج۔ استرخاء۔ صرع زوال حافظہ۔ زوال بصر۔ دائمی نزلہ وغیرہ اس لیے اس حد کے نفاذ سے معاشرہ ان تمام موذی اور مہلک امراض سے محفوظ ہو جاتا ہے۔[1]

شریعت کے اساسی ارکان اور ان کی دنیاوی برکات

اسلام کے اساسی اور بنیادی ارکان پانچ ہیں۔ ارشاد نبوی ہے :

بُنِیَ الاسلام علی خمس شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله واقام الصلوة وایتاء الزكوة والحج وصوم رمضان۔[2]

ترجمہ : اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے (۱) اللہ تعالیٰ کی معبودیت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا۔ (۲) نماز قائم کرنا۔ (۳) زکوٰۃ ادا کرنا۔ (۴) حج بیت اللہ کرنا۔ (۵) ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔

ایمان باللہ کی برکت

شریعت کی پہلی بنیاد ایمان ہے۔ جب انسان ایمان لے آتا ہے اس کو دنیا اور آخرت دونوں میں امن و امان حاصل ہو جاتا ہے ارشاد نبوی ہے :

۱۔ عن ابن عمر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه

---

[1] اسلامی حدود کا فلسفہ

[2] روح الاسلام ص ۲۴۰ مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۱۲

وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یشہدوا ان لا الہ الا اللہ
وان محمدا رسول اللہ ویقیمو الصلاۃ ویؤتوالزکوٰۃ فاذا
فعلوا ذالک عصموا منی دماءھم واموالھم الا بحق الاسلام[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لوگوں کے ساتھ قتال کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ اس بات کی شہادت دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ پس جب وہ یہ کام کرلیں تو وہ مجھ سے اپنی جان ومال کو محفوظ کرلیں گے مگر حق اسلام کے ساتھ۔

۲۔ عن انس رضی اللہ عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من صلّٰی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا
فذالک المسلم لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ فلا تحصروا اللہ
فی ذمتہ رواہ البخاری[2]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرے اور ہمارے ذبیحہ کو کھائے وہ مسلمان ہے وہ اللہ اور اس کے رسول کے عہد وامان میں ہے پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے عہد وامان میں ہے اس شخص سے عہد شکنی نہ کرو۔ یعنی ایمان چونکہ اندرونی کیفیت اور قلبی صفت ہے جس کا تعلق باطن سے ہے تو ہمیں بتایا گیا کہ اگر وہ لوگ زبانی اقرار کے بعد معاشرتی لحاظ سے ہمارے اتنے قریب آجائیں کہ وہ ہماری شریعت پر عامل نظر آئیں۔

---

[1] مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۲

[2] روح الاسلام ص ۲۴ مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۱۲۔

— تو یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ وہ پوری طرح اسلام میں داخل ہو گئے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول کے عہد و اقرار میں آچکے ہیں کہ ان کی جان و مال عزت و آبرو کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لے لیا ہے اس لیے ان کے ساتھ کسی قسم کی بدمعاملگی یا برا سلوک نہ کریں اور نہ ان کو ستائیں نہ کوئی ایسا معاملہ کریں جس سے ان میں کسی قسم کی بدمعاملگی یا خوف و ہراس یا دل شکستگی پیدا ہو ۔

نظام صلوٰۃ

شریعت کا دوسرا بنیادی رکن نماز ہے : نماز کیا ہے ؟ مخلوق کا اپنے دل، زبان اور ہاتھ پاؤں سے اپنے خالق کے سامنے بندگی اور عبودیت کا اظہار اس رحمان اور رحیم کی یاد اور اس کے لیے انتہائی احسانات کا شکریہ حسن ازل کی حمد و ثنا اور اس کی یکتائی اور بڑائی کا اقرار یہ اپنے محبوب سے مہجور روح کا خطاب ہے یہ اپنے آقا کے حضور میں جسم و جان کی بندگی ہے یہ ہمارے اندرونی احساسات کا عرض و نیاز ہے یہ ہمارے دل کے ساز کا فطری ترانہ ہے یہ خالق و مخلوق کے درمیان گرہ اور وابستگی کا شیرازہ یہ بے قرار روح کی تسکین مضطرب قلب کی تشفی اور مایوس دل کی دوا ہے یہ فطرت کی آواز ہے یہ حساس واثر پذیر طبیعت کی اندرونی پکار ہے یہ زندگی کا حاصل اور خلاصہ ہے ۔

ترغیبی ارشاد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو توحید کے بعد سب پہلا حکم جو آپ کو ملا وہ نماز کا تھا ۔ (۱) يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ[۱] ترجمہ : اے لحاف میں لپٹے ہوئے اُٹھ اور ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر ۔

۲ ۔ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ الخ[۲]

ترجمہ : نمازوں کی حفاظت کرو خاص کر درمیانی نماز کی ۔

۳ ۔ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا[۳]

---

[۱] مدثر آیت : ۱

[۲] بقرہ آیت ۳۱

[۳] طٰہٰ : ۸

ترجمہ: اور اپنے گھر والوں پر نماز کی تاکید رکھو اور خود بھی اس پر جمے رہو۔

ترھیبی ارشاد

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ[۱]

ترجمہ: اور نماز کو قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

۲۔ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ[۲]

ترجمہ: پس ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنی نمازوں سے غفلت کرتے ہیں۔

۳۔ اِنَّ الذین یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دَاخِرِیْنَ[۳]

ترجمہ: جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ جہنم میں ذلت کے ساتھ داخل ہوں گے۔

نماز کی دنیاوی و مادی برکات

ارشادِ خداوندی ہے:

وَأْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا لَا نَسْئَلُکَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُکَ الخ[۴]

ترجمہ: اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجئے اور خود بھی اس پر قائم رہیے آپ سے رزق کمانا نہیں چاہتے رزق تو ہم آپ کو دیں گے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر

وقوله لا نسئلك رزقًا يعني اذا اَقَمْتَ الصلٰوة اتاك الرزق من حيث لا يَحْتَسِبُ كما قال تعالىٰ ومن يَتَّقِ الله يجعل له مخرجًا ويرزقه من حيث لا يحتسب وقال تعالىٰ وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون الى قوله

---

[۱] روم : ۴

[۲] ماعون :

[۳] سورۃ المومن : ۶۰

[۴] طٰہٰ آیت : ۱۳۲

تعالیٰ ان اللہ ھو الرزاق ذوالقوۃ المتین وقال الثوری ای لا نکلفک الطلب [1]

ترجمہ: حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں لا نسئلک کا مطلب ہے یعنی جب آپ نماز کو قائم کریں گے تو آپ کو ایسی جگہ سے رزق ملے گا جہاں سے آپ کو وہم وگمان بھی نہ ہوگا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نکلنے کی راہ بنا دیتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتے ہیں جہاں سے اس کو گمان تک نہیں ہوتا۔ نیز فرمایا کہ ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کیلیے پیدا فرمایا اور آخر میں فرمایا بیشک اللہ ہی رزاق اور مضبوط قوت والا ہے اور امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لا نسئلک کا مطلب ہے کہ ہم آپ کو رزق تلاش کرنے کی تکلیف نہیں دیں گے بلکہ بغیر طلب رزق ملے گا۔

۲۔ عن ثابت قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اصابہ خصاصۃ نادی اھلہ یا اھلاہ صلوا، صلوا [2]

ترجمہ: حضرت ثابت سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب فقر و فاقہ پیش آتا تو اپنے گھر والوں کو بلاتے اور فرماتے صلوا صلوا! نماز پڑھو نماز پڑھو۔

۳۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تعالیٰ یا ابن آدم تفرغ لعبادتی أملأ صدرک غنی واسد فقرک وان لم تفعل ملأت صدرک شغلاً ولم اسد فقرک [3]

---

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۷۴

[2] ایضاً

[3] ابن کثیر ج ۳ ص ۲۷۴، تحفۃ الاحوذی ج ۷، ص ۱۶۶ ابن ماجہ ۲ ص ۱۳۷۶۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے ابن آدم تو میری عبادت کے لیے فارغ ہوجا میں تیرے سینے کو غنا سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی کو بند کر دونگا۔ اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے دل کو مشغول کر دوں گا اور تیری محتاجی کو بند نہیں کروں گا۔

نیز فرمایا: وَاتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ یعنی دنیا اس کے پاس ذلیل ہوکر آتی ہے۔

وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام یا ابا ھریرۃ مُرْ اَھْلَكَ بالصلوۃ فَاِنَّ اللّٰهَ یَأْتِیْكَ بِالرِّزْقِ مِنْ حَیْثُ لَایَحْتَسِبُ[1]

ترجمہ: نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا اے ابوہریرہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کر تو اللہ تعالیٰ تجھے ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے گمان بھی نہ ہوگا۔

خلاصہ اقوال یہ ہوا کہ انسان کو دنیا میں سب سے زیادہ ضرورت روزی کی ہے تو وہ نظام صلوٰۃ کے قائم کرنے سے حل ہوجاتی ہے اگر ملک پاکستان میں نظام صلوٰۃ کو حقیقی معنوں میں قائم کر دیا جاوے تو انشاء اللہ ہمارا ملک بہت جلد خودکفیل ہوجائے گا۔

نماز کے معاشرتی۔ تمدنی و اخلاقی فائدے

نماز تو درحقیقت روح کی غذا ایمان کا ذائقہ دل کی تسکین ہے مگر اسی کے ساتھ ساتھ وہ مسلمانوں کے اجتماعی اخلاقی، تمدنی اور معاشرتی اصطلاحات کا بھی کارگر آلہ ہے اسی کا اثر ہے کہ اسلام نے ایک ایسے بدوی وحشی اور غیر متمدن ملک کو جس کو پہننے اوڑھنے کا بھی سلیقہ نہ تھا چند سال میں ادب و تہذیب کے اعلیٰ معیار پر پہنچا دیا اور اسکی مٹی کو اکسیر اور سونا بنا دیا۔ وہی سنگلاخ زمین آج سونا چاندی اُگل رہی ہے۔

---

[1] عظمۃ الاسلام ص ۵۶ تالیف عطیہ ابراشی

۲۔ نماز سے طہارت و پاکیزگی قائم رہتی ہے جس کا فائدہ یہ ہے کہ انسان بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔

۳۔ نماز سے پابندی وقت کی عادت پیدا ہوتی ہے اور انسان بآسانی تمام دنیاوی کاروبار کے اوقات منظم کر لیتا ہے اور تمام کاموں کو منظم طریقے سے سرانجام دے لیتا ہے اور اس طرح اس کا کاروبار ترقی کرتا ہے ورنہ انسان فطرۃً آرام پسند اور راحت طلب پیدا کیا گیا ہے:
کما قال علیہ السلام الصلوۃ مکیال الخ[1] کہ نماز مسلمان کا پیمانہ ہے اس سے اس کی ہر چیز ماپی جا سکتی ہے۔

۴ خوفِ خدا نمازی کے دل میں خوف خدا پیدا ہو جاتا ہے جس کی برکت سے اس کا ضمیر اس کو ملامت کرتا ہے اور وہ ہمہ قسم کی برائیوں بے حیائیوں اور بد دیانتیوں سے باز آجاتا ہے کما قال تعالیٰ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ[2]
ترجمہ: بیشک نماز بے حیائیوں اور برائیوں سے روکتی ہے۔

جب انسان بد دیانتیوں سے باز آجاتا ہے تو اس کی تجارت وصنعت فروغ پاتی ہے اور دنیا کے مال سے سرتاپا بھرپور ہو جاتا ہے۔

۵۔ صبح خیزی۔ ۶۔ ہشیاری۔ ۷۔ الفت و محبت۔ ۸۔ غمخواری۔ ۹۔ مساوات ۱۰۔ اجتماعیت۔ ۱۱۔ تربیت اور اطاعت۔ ۱۲۔ نظم جماعت جیسے صفات محمودہ نماز ہی کی برکات ہیں[3]

یہی وہ صفات ہیں جن سے انسان دنیاوی اور مادی ترقی کر سکتا ہے کیونکہ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْرٰی۔ یعنی ہر کام میں آسانیوں کا میسر ہونا انہیں صفات کا پیش خیمہ ہے۔

نظام زکوٰۃ و عشر کی دنیاوی برکات شریعت کا تیسرا بنیادی رکن زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ کیا ہے؟ یہ صرف انسانوں کے

---

[1] کنز العمال ج ۴ ص ۲۳۰ سیرۃ النبی ج ۵ ص ۹۸
[2] عنکبوت ص ۵
[3] سیرۃ النبی ج ۵ ص ۱۰۴

درمیان ہمدردی اور باہم تعاون کا نام ہے۔ فقہی اصطلاح میں زکوٰۃ اس مالی امداد کو کہتے ہیں جو ہر اس مسلمان پر واجب ہے جو دولت کی ایک محفوظ مقدار کا مالک ہے۔

ترغیبی ارشادات

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ ھُوَ خَیْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا [1]

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کو اچھا قرض دو اور جو مال تم آگے بھیجتے ہو وہ اللہ تعالیٰ کے پاس بہتر اور بڑے ثواب (بدلہ) کے ساتھ پاؤ گے۔

۲۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْہُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْہِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْہِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ [2]

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی کمائی سے اور چیز سے جو تمہارے لیے ہم نے زمین سے نکالی ہے بہتر حصّہ خیرات کرو۔ اور اس سے ردی مال خیرات نہ کرو۔ حالانکہ اگر وہی تم کو دے دیا جائے تو تم خود نہ لوگے مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ اور یقین کرو کہ خدا تمہاری اس قسم کی خیرات سے بے نیاز ہے اور وہ خوبیوں والا ہے۔

ترہیبی ارشادات

وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ [3]

---

[1] مزمل آیت: ۲

[2] بقرہ آیت: ۳۷

[3] توبہ آیت: ۵

ترجمہ : اور جو لوگ چاندی اور سونے کو جمع کرکے رکھتے ہیں اور اس کو خدا کی راہ میں صرف نہیں کرتے ان کو سخت دردناک عذاب کی بشارت دے دو۔

۲۔ وَیْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ یَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ [۱]

ترجمہ : ہلاکت ہے ہر طعنہ باز عیب چین کے لیے جو مال کو جمع کرتا ہے اور گن گن کر رکھتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ شاید یہ مال ہمیشہ اس کے ساتھ رہے گا۔

زکوٰۃ وعشر کی دنیاوی برکات

(۱) مال کی کثرت : ارشادِ خداوندی ہے:
یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ [۲]

ترجمہ : اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

۳۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ [۳]

ترجمہ : جو لوگ اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے مال کی مثال ایسے ہے جیسے ایک دانہ ہے کہ اس سے سات بالیاں اگیں اور ہر بالی کے اندر سو دانے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے زیادہ دیتا ہے اور اللہ بڑا وسعت والا اور بڑا علم والا ہے۔

اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد آخرت میں بڑھنا ہے لیکن آیت کے عموم کے تقاضا کے پیش نظر دنیا میں بھی مال کی کثرت مراد لی جاسکتی ہے جیسا کہ دوسری آیات اور احادیث اس پر شاہد ہیں :

مال کی حفاظت

قال عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ ... ماتلف مال فی بر ولا بحر الا بحبس الزکوٰۃ [۴]

---

[۱] ہمزہ : ۱
[۲] البقرہ : ۲۷۶
[۳] البقرہ : ۲۶۱
[۴] الترغیب والترہیب ج ۱ ص ۵۴۲ طبع مصر۔

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بحر و بر میں کوئی مال تلف اور برباد نہیں ہوتا مگر زکوۃ روک لینے سے۔ یعنی اگر زکوٰۃ نہ ادا کی تو وہ مال آخر کار تباہ ہو جائے گا۔

(۲) روی عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم ما خالطت الصدقۃ او قال الزکوٰۃ مالاً الا افسدتہ۔ رواہ البزار[1]

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس مال میں صدقہ یا زکوٰۃ مل جاتا ہے وہ اسے فاسد اور تباہ کر دیتا ہے یعنی اگر تم نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی یا اپنے کھیت، یا باغ کی پیداوار سے عشر نہ دیا تو تمہارے مال اور پیداوار میں زکوٰۃ اور عشر ملا ہوا ہے یہ چیز آخر کار تمہارے مال کے لیے تباہ کن ہے۔

(۳) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم حصنوا اموالکم بالزکوٰۃ وداووا امرضاکم بالصدقۃ[2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے اموال (اور پیداوار) کو زکوٰۃ کے ذریعہ محفوظ کرو اور اپنے مریضوں کا علاج صدقے کے ذریعہ کرو۔

معلوم ہوا کہ مال کی زکوٰۃ اور پیداوار کا عشر دے دینے کے بعد مال اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے قلعہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

(۴) سورۃ قلم پ ۲۹ میں باغ والوں کا واقعہ مذکور ہے جنہوں نے باغ کا صدقہ نہ نکالنے

---

[1] الترغیب ج ۱ ص ۵۴۲

[2] مجمع الزوائد ج ۳ ص ۶۳ طبع بیروت۔ نظام عشر کی برکات ص ۱۸ مولانا سید محمد متین ہاشمی مدظلہٗ

کا صرف ارادہ ہی کیا تھا تو اسی رات آگ بگولہ نے ان کے باغ کو جلا کر بھسم کر دیا :

فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ [۱]

ترجمہ : پس گھوما اس باغ پر ایک گھومنے والا تیرے ربّ کی طرف سے اور وہ سوئے ہوئے تھے ۔ ای نار احرقتها لیلاً [۲] یعنی آگ نے رات کے وقت اس کو جلا دیا ۔

عشر خدائی بیمہ ہے

جو آدمی زکوٰۃ و عشر ادا کرتا ہے وہ اپنے کھیت اور مال کا اللہ تعالیٰ کے دفتر سے بیمہ کرا لیتا ہے دنیا کی انشورنس کمپنیاں تو فیل بھی ہو جاتی ہیں ان میں غبن بھی ہوتا ہے ادائیگی کے وقت ہزاروں قسم کی مین میخ بھی نکالی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی بیمہ کمپنی کبھی فیل نہیں ہوتی وہ ازل سے اپنے خزانے میں سے بانٹ رہا ہے اور ابد تک بانٹتا رہے گا [۲]

۳۔ ملکی ترقی

زکوٰۃ و عشر ادا نہ کرنے سے دولت ایک ہی فرد یا خاندان کے پاس مرکوز ہو جاتی ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ملک اقتصادی لحاظ سے تباہ ہو جاتا ہے ملک میں ترقیاتی کام رک جاتے ہیں کیونکہ اسلامی مملکت کی ترقی و بقا کا انحصار زکوٰۃ و عشر، خراج ۔ جزیہ، معادن، دفائن و خزائن، وغنائم پر ہوتا ہے یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب دولت مختلف ہاتھوں میں گردش کرتی رہے اس لیے ملکی ترقی اور افراد کی خوشحالی کے لیے شریعت کے نظام زکوٰۃ و عشر کو حقیقی طور پر نافذ کرنا ہو گا ۔

خلاصہ

ان تمام باتوں کے مطالعہ کے بعد ایک معمولی عقل کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ شریعت کے دامن میں کتنا عادلانہ اور کتنا حکیمانہ اور کتنا متوازن نظام موجود ہے اگر اس نظام کو پوری جامعیت کے ساتھ نافذ کر دیا جائے تو ہمارے باشندے شہری ہوں یا دیہاتی جو آج افلاس کی چکی میں پس رہے ہیں ۔

---

[۱] جلالین شریف ج ۴ ص ۴۶۹ القلم آیت ۱۷ تا ۳۱

[۲] نظام عشر کی برکات ص ۵۸ مولانا سید محمد متین ہاشمی مدظلہ ۔

— جن کے معاشرے میں رنجشیں اور رقابتیں جڑ پکڑ چکی ہیں اور ایک اچھا خاصہ طبقہ جبر و استحصال کا شکار ہے انشاء اللہ العزیز جنت کا نمونہ بن جائیں گے۔

لہٰذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے ملک سے غربت و جہالت دور ہو۔

● ۔ امیری و غریبی کا یہ جو فرق روز بروز بڑھتا جا رہا ہے اور اس طرح کیمونزم کو ہمارے ملک میں در آنے کے مواقع پیدا ہوتے جا رہے ہیں کم سے کم ہو قرآن کریم کے حکم (کَیۡ لَا یَکُوۡنَ دُوۡلَۃًۢ بَیۡنَ الۡاَغۡنِیَآءِ مِنۡکُمۡ ۔ الحشر: ۷ ؛ ترجمہ: تاکہ مال صرف تمہارے مال داروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتا رہے) کے مطابق معیشت میں توازن پیدا ہو۔

● ۔ مختلف طبقات میں جو طبقاتی کشمکش پیدا ہو رہی ہے یا پیدا کی جا رہی ہے اس کا خاتمہ ہو : حسد، عناد، نفرت اور رقابت کی فضا دور ہو مسلمانوں کے مابین اخوت، بھائی چارگی محبت، ہمدردی اور مساوات کے جذبات پروان چڑھیں اور ہمارا یہ ملک جنت کا گہوارہ بن جائے تو پھر پورے خلوص کے ساتھ اسلام کے اس معاشی نظام کو ملک میں نافذ کریں اور اس کی دنیاوی برکات سے مستفید ہوں۔

روزہ کی دنیاوی برکات

شریعت کا چوتھا بنیادی رکن روزہ ہے عربی میں اس کو صوم کہتے ہیں۔ صوم کے معنی ہیں رکنا۔ روزہ کیا ہے؟ وہ درحقیقت نفسانی ہوا و ہوس اور بہیمی خواہشوں سے اپنے آپ کو روکنے اور حرص و ہوا کے ڈگمگا دینے والے موقع میں اپنے آپ کو ضابطہ اور ثابت قدم رکھنے کا نام ہے : کھانے، پینے، جنسی تعلقات سے ایک مدت تک رکنے کا نام شرعی روزہ ہے لیکن دراصل ان ظاہری خواہشوں کے ساتھ باطنی خواہشوں اور برائیوں سے دل اور زبان کا محفوظ رکھنا بھی خواص کے نزدیک روزہ کی حقیقت میں داخل ہے۔

ترغیبی ارشادات

ارشاد ربانی ہے : یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ

لہ البقرہ : ۱۸۳۔

قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ [1]

ترجمہ: اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جیسے کہ تم سے قبل امتوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم تقویٰ حاصل کرو۔

۲۔ فَمَنْ شَہِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ [2]

ترجمہ: اس مہینہ میں جو موجود ہو وہ مہینہ بھر روزے رکھے۔

۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ" [3]

ترجمہ: ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ ڈھال ہے۔

ترہیبی ارشادات

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من افطر یومًا من غیر رخصۃ ولا مرض لم یقض عنہ صوم الدھر کلہ وان صامہ [4]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص رمضان شریف کا صرف ایک روزہ قصداً بغیر شرعی عذر کے ترک کر دے اس کی قضا ہو ہی نہیں سکتی چاہے عمر بھر روزے رکھے۔

مگر جمہور علماء فرماتے ہیں قضا تو ہو جائے گا البتہ وہ برکت وفضیلت حاصل نہ ہوگی اور اگر سرے سے رکھے ہی نہ تو اس کی ہلاکت و بربادی کا تو کیا کہنا۔

۲۔ حضرت ابوامامہ باہلیؓ فرماتے ہیں ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں ایک مرتبہ سو رہا تھا میں نے خواب دیکھا کہ کچھ لوگ الٹے لٹکے ہوئے ہیں اور ان سے خون بہہ رہا

---

[1] البقرہ : ۲۳

[2] البقرہ آیت : ۱۸۵

[3] عظمۃ الاسلام ج ۱ ص ۱۰۰

[4] بخاری ج ۱ ص ۲۵۹ ابن ماجہ ص ۱۲۶ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۷ تحفۃ الصیام ص ۸۰

سے ہے میں نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں بتایا گیا یہ روزہ خور لوگ ہیں [1]

۴۔ حضرت کعب بن عجرہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ممبر کے قریب ہو جاؤ ہم سب حاضر ہو گئے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ممبر کے درجے پہ پاؤں رکھا تو فرمایا آمین (حدیث طویل ہے) صحابہ نے پوچھا تو فرمایا جب میں نے پہلے درجے پہ پاؤں رکھا تو جبرئیل امین تشریف لائے اور کہا ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی۔ میں نے کہا آمین (الی آخرہ) [2]

روزے کی دنیاوی برکات

۱۔ وفی الصوم بعث لقوۃ الارادۃ والعزیمۃ والشجاعۃ و بالشجاعۃ تقوی الامۃ الخ [3]

ترجمہ: اور روزہ سے قوۃ ارادیہ اور عزیمت و شجاعت پیدا ہوتی ہے اور شجاعت و بہادری سے امت مضبوط ہوتی ہے۔

۲۔ فلیتدبر المسلمون مقاصد الصوم علی حقیقتها لیکونوا کاسلافهم الذین فتحوا ممالك کسری وقیصر بقوۃ ابدانهم وقوۃ ایمانهم وعقیدتهم وشجاعتهم وکمال اخلاقهم الخ

ترجمہ: مسلمانوں کو مقاصد روزہ پر غور کرنا چاہیے تاکہ وہ بھی اپنے اسلاف کی طرح کسریٰ اور قیصر کے ممالک کو فتح کریں قوۃ بدن، قوۃ ایمان، قوہ عقیدہ، اور شجاعت و بہادری اور کمال اخلاق کے ساتھ۔

یعنی یہ سب صفات روزہ کی برکت سے پیدا ہوتی ہیں اور روزہ دار کسریٰ اور قیصر جیسے

---

[1] بخاری ج ۲ ص ۸۸۲ باب برالوالدین

[2] عظمۃ الاسلام ج اول ص ۱۰۰ تالیف محمد عطیہ ابراشی

[3] ایضاً

ممالک کو فتح کرسکتا ہے کیونکہ روزہ دار کو تقرب الی اللہ حاصل ہوجاتا ہے اور تقرب الی اللہ سے نصرت خداوندی حاصل ہوتی ہے جیسے میدان بدر میں اس کی واضح مثال موجود ہے۔

۳۔ مِنَ الصَّوم تطهير المعدة وتهذيب النفس والمعدةُ مبعث الامراض والاسقام بكثرة الطعام لذالك فُرِضَ الصوم علاجًا لها من هذه الافات المهلكة فيقول الرسول صلى الله عليه وسلم جُوْعُوْا تَصِحّوا [1]

ترجمہ: روزہ سے معدہ اور نفس پاک اور صاف ہوتا ہے کیونکہ زیادہ کھانے سے معدہ میں بیماریاں پیدا ہوجاتی ہیں: تو روزہ ان مہلک بیماریوں اور آفات کا علاج ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بھوکے رہو صحت پاؤ گے۔

نیز فرمایا:

اَلْبِطْنَةُ اصل الداء والحِمية رأس الدواء [2]

ترجمہ: بسیار خوری بیماری کی جڑ ہے اور پرہیز علاج کی جڑ ہے۔

۴۔ قال لقمان الحكيم لابنه يا بنى اذا امتلأت المعدة نامت الفكرة وخرست الحكمة وقعدت الاعضاء عن العبادة۔ [3]

ترجمہ: حکیم لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے بیٹے جب تو معدہ کو بھرے گا تو تیری فکر سو جائے گی اور حکمت چلی جائے گی اور اعضاء عبادت سے سُست ہوجائیں گے۔

۵۔ فالدين لم يفرض الصوم عبثًا وانما قصد به اولًا فائدة الصائم وان الاطباء اليوم يعالجون كثيرا من

---

[1] عظمۃ الاسلام ج ۱ ص ۱۰۳

[2] ایضاً

[3] عظمۃ الاسلام ج ۱ ص ۱۰۴

الامراض بالصوم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تمیتوا القلوب بکثرۃ الطعام والشراب فان القلب کالزرع یموت اذا کثر علیہ الماء ؎

ترجمہ: شریعت نے روزہ کو بیکار فرض نہیں کیا بلکہ روزہ دار کا اس میں فائدہ ہے آج کل ڈاکٹر اکثر بیماریوں کا علاج روزہ کے ذریعہ سے کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دلوں کو زیادہ کھانے اور پینے کے ساتھ مردہ نہ کرو کیونکہ دل کھیت کی طرح ہے جب کھیت میں پانی زیادہ ہو جائے تو وہ بھی مر جاتی ہے۔

واذا مات القلب مات الانسان۔

اور جب دل ہی مر گیا تو انسان ہلاک ہو گیا۔

تو معلوم ہوا روزہ انسان کی صحت و بقا کا ضامن ہے۔

جسمانی ورزش نیز روزہ سے اپنے غریب اور فاقہ سے نڈھال بھائیوں کی تکلیف کا احساس پیدا ہوتا ہے اور اس سے ایثار رحم اور ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

اور یہ دراصل جبری فوجی ورزش ہے جو ہر مسلمان کو سال میں ایک مہینہ کرائی جاتی ہے تاکہ وہ مجاہد کی طرح ہر قسم کی جسمانی مشکلات اٹھانے کے لیے ہر وقت تیار رہے۔

وقت کی بچت انسان اگر اپنے رات دن کے اشغال اور مصروفیات پر غور کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ اس کے وقت کا کتنا حصہ محض کھانے پینے اور اس کے اہتمام میں صرف ہو جاتا ہے۔ اگر انسان ایک وقت کا کھانا پینا بند کر دے تو اس کے وقت کا بڑا حصہ بچ جاتا ہے تو روزہ میں انسان سارے دن کھانے پینے کی مصروفیات سے فارغ ہوتا ہے اور اتنا وقت اپنے دیگر کاموں میں لگا کر فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

؎ عظمۃ الاسلام ج ا ص ۱۰۴

حج بیت اللہ کی دنیاوی برکات

شریعت کا پانچواں بنیادی رکن حج بیت اللہ ہے حج کیا ہے ؟ حج حقیقت میں خدا کی رحمتوں اور برکتوں کے مورد خاص میں حاضری ہے ۔ حج اللہ تعالیٰ کی معبودیت اور بندے کی عبدیت کی معراج ہے ۔ حج مساوات اور اتحاد و اتفاق اور اجتماعیت و یگانگت کی اعلیٰ ترین مثال ہے ۔ حج انسانیت کا اپنے اصل اور مرکز کی طرف رجوع ہے ۔ حج دنیا و آخرت کی برکات کے سمندر میں غوطہ زن ہونا ہے ۔

ارشاد ربانی ہے :

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ الخ[1]

ترجمہ : اور اللہ کے لیے لوگوں پر حج بیت اللہ ہے ۔

۲ ۔ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَأْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّأْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ[2]

ترجمہ : اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دیجئے اور وہ تیرے پاس پیادہ اور دور کے سفر سے تھکی ماندی دبلی سواریوں پر ہر دور دراز راستے سے آئیں گے ۔

برکت اوّل

ارشاد ربانی ہے : لِیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ[3]

ترجمہ : تاکہ وہ اپنے نفع کی جگہ حاضر ہوں ۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی تشریح

قال ابن عباس (ليشهدوا منافع لهم) قال منافع الدنيا والاخرة اما منافع الاخرة فرضوان الله تعالىٰ واما منافع الدنيا فما يصيبون من منافع البدن والذبائح والتجارات[4]

---

[1] آل عمران آیت ۱۰

[2] سورۂ حج آیت ۳

[3] ایضاً

[4] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۴۷ ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مشاہدہ منافع سے مراد ہے منافع دنیا اور آخرت۔ آخرت کے منافع اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور دنیا کے منافع بدنی اور تجارتی منافع ہیں۔

یعنی جب آدمی حج بیت اللہ کرتا ہے۔ تو اس دوران بہت سی اشیاء سستی خرید کر لاتا ہے یا فروخت کرتا ہے تو کثیر تعداد میں مال فروخت ہوتا ہے تو اس طرح بہت سا مالی فائدہ حاصل کر کے آتا ہے۔

برکتِ دوم

ومن دخلہ کان امنًا [1]

ترجمہ: اور جو شخص اس میں داخل ہو گیا وہ مامون ہو گیا۔

یعنی اس کو عذابِ نار سے بھی امن مل گیا اور عقاب دنیا سے بھی:

تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص قتل کرنے کے بعد حرم میں داخل ہو گیا تو اس کو اس وقت تک گرفتار نہ کیا جاوے جب تک حرم سے باہر نہ نکلے کما قال الحسن البصری [2]

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم فتح مکۃ الی قولہ انہ لم یحل القتال فیہ لاحد قبلی ولم یحل لی الا فی ساعۃ من نہار فھو حرام بحرمۃ اللہ الی یوم القیامۃ لا یعضد شوکہ ولا ینفر صیدہ ولا یلتقط لقطتہ الا من عرفھا [3]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ مجھ سے قبل کسی نبی کے لیے اس میں قتال حلال نہیں تھا اور مجھے بھی صرف دن کے تھوڑے سے وقت کے لیے اجازت ملی۔

---

[1] آل عمران : ۱۰
[2] تفسیر ابن ج ۱ ص ۵۸۴
[3] ایضاً

وہ محترم ہے قیامت تک محترم ہی رہے گا۔ اس میں سے گھاس نہ کاٹا جائے اور شکار نہ بھگایا جائے۔ کوئی گری ہوئی چیز نہ اٹھائی جائے ہاں اگر اعلان کراتا ہو تو جائز ہے۔

عن جابر رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یحل لاحد ان یحمل السلاح بمکۃ [1]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ کسی مسلمان کے لیے مکۃ المکرمہ میں ہتھیار اٹھانا حلال نہیں ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا حرم مکہ میں انسان کی جان و مال عزت و آبرو محفوظ ہو جاتی ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ [2]

پس جو ان مہینوں میں اپنے اوپر حج فرض کرے تو نہ جماع کرے اور نہ گناہ کرے اور نہ لڑائی جھگڑا کرے۔

برکت سوم وارزق اھلہ من الثمرات۔ البقرۃ

ترجمہ: اور وہاں کے رہنے والوں کو پھلوں سے رزق عطا فرما۔

دعا ابراہیمی کی برکت سے آج تک حجاز کی سرزمین دنیاوی اور مادی خزائن اور دفائن کا منبع و مضبع ہے اور وہاں ہر قسم کے ماکولات و مشروبات اور طرح طرح کے ثمرات بحر بے کراں کی طرح موجود ہیں۔ پوری دنیا سے لاکھوں نفوس حج کے موقع پر ان سے مستفید ہوتے ہیں مگر ان میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی کمی محسوس نہیں ہوتی [3]

---

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۱۷۵

[2] البقرہ : ۲۵

[3] سیرت النبی شبلیؒ ج ۵

اخوت اسلامیہ وفی ھذا الجمع یجتمع المسلمون من اجناس متعددۃ وبلاد مترامیۃ الاطراف لیتعارفوا ویتعاونوا علیٰ حل مشکلاتہم وتظہر المساوات التامۃ بین الاغنیاء والفقراء والقوۃ الروحیۃ والمحبۃ الاخویۃ الخالصۃ للّٰہ [1]

ترجمہ: اور اس حج کے اجتماع میں مسلمان مختلف اجناس اور دور دراز اطراف سے جمع ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کا تعارف حاصل کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی مشکلات کے حل کے لیے تعاون کرتے ہیں اور دولتمندوں اور فقیروں کے درمیان مساوات تامہ ظاہر ہوتی ہے اور روحانی محبت اور اسلامی اخوت کا اظہار ہوتا ہے۔

خاص طور پر قربانی اقتصادی مسائل کا بہترین حل ہے۔ حج کے موقع پر لاکھوں جانور فروخت ہوتے ہیں اور ذبح ہوتے ہیں جن سے سینکڑوں غریب و نادار انسانوں کی کفالت ہو جاتی ہے۔ اب تو سعودی حکومت وہ گوشت دوسرے غریب ممالک میں بھی بھیج دیتی ہے گویا کہ اطراف عالم کو بھی اس سے فائدہ حاصل ہو جاتا ہے۔

خلاصہ اس مذکورہ تحریر سے آپ حضرات کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ شریعت کے کسی ایک شعبے کے نفاذ سے بے شمار دنیاوی فائدے حاصل ہوتے ہیں تو اگر مکمل شعبوں کا نفاذ کر دیا جائے تو ہم کیوں نہ لاکھوں فائدے اور برکتیں حاصل کر سکیں گے۔

اس لیے ہم سب کو اپنے ملک میں خاص کر اور پوری دنیا میں عام طور پر نفاذ شریعت کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔ تاکہ شریعت کی دنیاوی و مادی برکات سے مستفید ہو سکیں۔

مشاہدات وتاثرات ایک امریکی مصنف لوتھراپ سٹاڈرڈ اپنی مشہور کتاب دی نیو ورلڈ آف اسلام کے مقدمہ میں لکھتا ہے۔

---

[1] عظمۃ الاسلام ج اول ص ۱۱۷۔

شریعت اسلامیہ کا عروج و ترقی غالباً انسانی تاریخ میں ایک بڑا محیر العقول اور عجیب و غریب کارنامہ ہے۔ اسلام ایک ایسی امت اور ایسے ملک میں ظاہر ہوا جو اس عہد یعنی عہد اسلامی سے پیشتر اسے کمزور اور کم تر سمجھا جاتا تھا لیکن اس کے باوجود اسلام ایک صدی کے اندر نصف کرۂ ارضی پر پھیل گیا۔ بڑی بڑی وسیع سلطنتوں کو پاش پاش کرتے ہوئے صدیوں سے قائم شدہ پرانے مذاہب و ادیان کو بیخ و بن سے اکھیڑتے اور تہہ و بالا کرتے ہوئے اقوام عالم میں ایک روحانی تغیر و انقلاب برپا کرتے ہوئے اور ایک بالکل نئی دنیا بناتے ہوئے آگے بڑھا۔

۲۔ برنارڈ شا کے تاثرات اگر آئندہ صدی کے اندر کسی مذہب کے اندر سارے یورپ پر حکومت کرنے کا امکان ہے تو وہ صرف اسلام ہی ہو سکتا ہے۔[۱]

۳۔ محمد بن قاسم کا زمانہ ثم استولٰی علی مدائن السند واحدة واحدة وقطع بیاس الی الملتان فحاصرها وقطع الماء عنها فنزلوا علی حکمه فقتل المقاتلة وسبی الذرية وقتل سدنة البدّ وهم ستة آلاف واصابوا ذهباً كثيراً فجمع فی بیتٍ طولهٗ عشرة اذرع وعرضه ثمانية اذرع یلقی الیه من کوة فی وسطه وسمیت الملتان فرج بیت الذهب والفرج الثغر وکان بدّ الملتان یهدی الیه الاموال[۲]

ترجمہ: پھر وہ یکے بعد دیگرے سندھ کے سب شہروں اور قصبوں پر قابض ہوگیا۔ اور دریائے بیاس کو عبور کرتے ہوئے ملتان پہنچا۔ آپ نے ملتان کا محاصرہ کیا اور اس کا پانی بند کر دیا۔ انہوں نے آپ کا فیصلہ منظور کر لیا کہ ہتھیار بند لڑنے والے قتل کر دیئے اور انکی پسماندہ ذریت کو اپنی تحویل میں لے لیا اور بدھوں

---

[۱] محمد اینڈ ٹیچنگز آف قرآن ص ۱۱۰۔

[۲] الفتوحات الاسلامیہ الشیخ احمد بن زینی دحلان ج ۱ ص ۲۱۶۔

کے بت خانہ کے چھ ہزار مجاوروں کو تہہ تیغ کیا اور یہاں (ملتان میں) مسلمانوں کو بہت سا سونا ہاتھ لگا یعنی ایک مکان میں جس کا طول دس گز اور عرض آٹھ گز تھا جمع کیا اس کے درمیان چھت میں ایک سوراخ سے سونا اس کے اندر ڈالا جاتا تھا اور ملتان کا نام سونے کی کان یا سونے کی سرحد رکھا گیا۔

وعظمت فتوح محمد بن القاسم ونظر الحجاج فی النفقة علی ذالک الثغر فکان ستین الف الف درهم ونظر فی الخمس الذی حمل الیه فکان مائة الف الف وعشرین الف الف فقال ربحنا النصف وهو ستون الف الف[1]

ترجمہ: محمد بن قاسم نے عظیم الشان فتوحات حاصل کیں۔ حجاج نے سرحد سندھ پر اخراجات کا اندازہ لگایا تو وہ چھ کروڑ درہم تھے۔ اور اموال غنیمت میں سے جو پانچواں حصہ اس تک پہنچایا گیا اس کا حساب کیا تو وہ بارہ کروڑ درہم تھے سو کہنے لگا چھ کروڑ کا حصہ نکال کر مادی نفع نصف یعنی چھ کروڑ باقی رہ گیا۔

غرضیکہ سارے سندھ پر ملتان تک اسلامی پرچم لہرانے لگا۔ اور اسلامی عدل وانصاف کے ہر جگہ چرچے ہونے لگے اور سب راجاؤں اور پرجاؤں کو اسلامی پرچم تلے امن وعافیت کا سانس لینے کا موقع ملا۔

محمد بن قاسم نے سندھ میں اپنے سات سالہ دور اقتدار میں پہلی مرتبہ اسلامی نظام اور اسلامی عدل وانصاف کی بے مثال برکات سے اس ملک کے لوگوں کو روشناس کرایا اس کا فائدہ یہ ہوا کہ غیر مسلم اپنی خوشی سے اسلام کی آغوش رحمت میں کشاں کشاں آنے لگے۔ اس اسلامی دور میں مسلم اور غیر مسلم سب کی جان ومال اور ناموس کا پورا پورا احترام کیا گیا اور سب کی کفالت اسلامی بیت المال سے کی گئی یہی وجہ تھی کہ سب رعایا محمد بن قاسم جیسے باکردار اسلامی سالار اور فاتح سے قلبی محبت کرتی تھی یہاں تک کہ:

---

[1] الفتوحات الاسلامیہ ج ۱ ص ۲۱۷۔

فبکی اهـل السند علی محمد: اہل سندھ محمد بن قاسم کے جانے پر زار و زار رونے لگے[1]

طارق بن زیاد کا دور

طارق بن زیاد کو اندلس کی فتح کے لیے بھیجا گیا طارق سات ہزار بربری اور عربی سپاہ کے ساتھ سمندر کے راستے روانہ ہوا اندلس کی مشرقی ساحل کی جس پہاڑی پر انہوں نے پہلے قدم رکھا وہ آج تک اس کی نسبت سے جبل الطارق (جبرالٹر) کے نام سے موسوم ہے مسلمان اندلس میں پیش قدمی کرتے ہوئے وادی لک تک پہنچ گئے۔ جہاں ۲۸ رمضان المبارک ۹۲ھ کو شاہ اندلس کی ایک لاکھ فوج کے ساتھ مقابلہ ہوا مسلمانوں کی تعداد صرف بارہ ہزار تھی آٹھ دن تک مقابلہ ہوا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اعلاء کلمۃ اللہ کی برکت سے عیسائیوں پر کامل فتح عطا فرمائی۔ اس لڑائی میں بے شمار مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ مفرورین کے گھوڑے ہی اتنے تھے کہ مسلمانوں کی فوج کو کافی ہو گئے؛

سپہ سالار طارق بن زیاد نے موسیٰ بن نصیر کی مدد سے پورے اندلس پر فتح حاصل کر لی اور اسلام کے عادلانہ احکام جاری کر دیے۔

فتح یورپ کا رنگین نقشہ

اس کا فائدہ یہ ہوا کہ پورے یورپ پر فرانس تک اسلامی پرچم لہرانے لگا موسیٰ بن نصیر دمشق میں خلیفہ کے پاس حاضر ہوا اور بے شمار اموال اور خزائن قطار در قطار اونٹوں پر قیمتی اسلحہ۔ جواہر سے مرصع کپڑے۔ زیب و زینت کا سامان لدا ہوا تھا۔ جواہرات کی تیس بھری ہوئی گاڑیاں اور تیس ہزار کنیزیں اور ایک لاکھ غلام دربار خلافت میں پیش کیے گئے۔

خلیفہ اس وقت جمعہ کا خطبہ دے رہا تھا؛ لوگوں کو مبارکباد پیش کی اور جمعہ کے بعد مال غنیمت تقسیم ہوا[2]

مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری
رکتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا

---

[1] الفتوحات الاسلامیہ ج ا ص ۲۱۷

[2] تاریخ ملت ج ۳ ص ۲۲۶ از زین العابدین صاحب میرٹھی۔

سعودی عرب سعودی عرب میں جب سے نفاذ شریعت کا اعلان ہوا ہے احکام خداوندی پر عمل ہو رہا ہے اسی وقت سے دنیاوی اور مادی خزانوں کا انبار لگا ہوا ہے وہاں کی زمین سونا اگل رہی ہے اور وہاں کا ہر باشندہ امن و عافیت کا سانس لے رہا ہے۔

دوکاندار لاکھوں روپے کا مال یونہی دوکانوں میں چھوڑ کر نماز پڑھنے یا دوسری ضروریات کے لیے چلے جاتے ہیں لیکن مجال نہیں کہ ان کا کوئی ایک تنکا بھی کوئی چرا لے اگر آپ سعودی عرب میں ہیں اور آپ کا بٹوہ گر گیا ہے اس میں ہزاروں روپے موجود ہیں تو آپ بے فکر رہیں اس لیے کہ کوئی اس کے قریب نہیں جائے گا یہی حال زنا۔ ڈاکہ اور غارت گری کا ہے سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس اخلاقی معیار کو حاصل کرنے کے لیے سعودی حکومت کو کتنے آدمیوں کے ہاتھ کاٹنے پڑے اور کتنے لوگوں کو رجم کیا گیا شیخ الازہر علامہ عبدالحلیم محمود فرماتے ہیں کہ اٹھارہ سال کے عرصے میں صرف دس آدمیوں کے ہاتھ کاٹے گئے۔ میرا خیال ہے یہ دس آدمی بھی مقامی نہیں تھے بلکہ کسی دوسرے ملک کے رہنے والے تھے۔[1]

تصویر کا دوسرا رخ روزنامہ ڈیلی نیوز کراچی نے ۱۹۷۲ء میں امریکہ کے جرائم کی مندرجہ ذیل رپورٹ شائع کی ہے۔

واشنگٹن ۱۹ ر اگست (پ۔پ) یہاں پر ہر اننالیس سیکنڈ میں کوئی ایک جرم ضرور سرزد ہو جاتا ہے امریکہ میں اس سال ہر تئیس منٹ پر ایک قتل ہوا ہر تیرہ منٹ کے بعد کسی امریکی عورت کے ساتھ زنا بالجبر ہوا۔ ہر اکیاسی منٹ پر ڈاکہ ہوا اس سال پورے ملک میں جرائم کی شرح میں سات فیصد اضافہ ہوا وغیرہ وغیرہ۔[2]

تقریباً یہی حال دیگر یورپی ممالک کا بھی ہے۔ آپ دور نہ جائیں پاکستان میں دیکھ لیں کہ روزانہ کتنے جرائم ہو رہے ہیں کوئی دن خالی نہیں کہ یہاں کسی شہر میں قتل و ڈاکہ نہ ہو۔ کوئی

۱۔ اسلامی حدود کا فلسفہ ص ۲۳ مرتبہ سید محمد متین ہاشمی مدظلہ

۲۔ ایضاً۔

شہری آرام کی نیند نہیں سو سکتا ۔ امن و امان عنقا نظر آتا ہے ۔ حتیٰ کہ خدا کی ناراضگی کے آثار (زلزلے ۔ آفتیں) زور پکڑ رہے ہیں

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ملک میں امن ہو سکون اور چین نصیب ہو اور ہم اقتصادی لحاظ سے خودکفیل ہو جائیں تو ہمیں جلد از جلد پاکستان میں نفاذ شریعت کرنا ہوگا تاکہ اس کی دنیوی و مادی برکات سے ہم بہرہ ور ہو سکیں ۔ موجودہ حکومت کو حسب وعدہ شریعت مصطفوی کے نفاذ کا اعلان کر دینا چاہیے اور اس پر حقیقی معنوں میں عمل درآمد کرانا چاہیے تاکہ قیام پاکستان کا مقصد یعنی پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ پورا ہو اور ہم بارگاہِ الٰہی میں دنیا و آخرت میں سرخرو ہوں ۔